اسلام میں تصوّرِ دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

جو لوگ دعا سے اجتناب کرتے ہیں، دراصل وہ خدا کو سرے سے مانتے ہی نہیں۔

خواتین و حضرات! دعا انسان کے پہلے سفر کا باعث ہے۔ وہ خطائے انسان ...... جس کے عوض انسان کو صفحۂ کائنات سے معدوم ہو جانا چاہئے تھا، دعائے انسان ...... نے وہ مصیبت، وہ بلا، ہم سے ٹال دی۔ کہاں وہ المیہ! کہ آدم کی خطا نے اربہا ارب انسانوں کا مستقبل ...... زمین پر قیام مخدوش ...... اور دار جنت سے مہر خروج ...... یہ سارے واقعات ہم کر چکے تھے، تب دعا نے مداخلت کی ...... تب اللہ نے مداخلت کی ...... آپ کی کیفیات کو رنگ دیا، لفظ دیئے، خیال دیا۔ آدم کے دل کو سمجھایا کہ میرا، تیرا ایک رشتہ اور ہے جو کسی اور کے نصیب میں نہیں۔ میری تیرے ساتھ ایک نسبت ہے اور اس نسبت سے اگر تو ایسے دعا کرے ...... اگر تو ایسے مانگے ...... اور یقین رکھے کہ میرے سوا اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں تو میں یقیناً تجھے معاف کر سکتا ہوں ...... اور دیکھئے عجب بات! کہ پہلی دعا آدم نے خود نہیں مانگی۔

پہلی دعا کے کلمات اللہ نے آدم کے دل پر القاء کیئے، خود بتائے ...... طریقِ دعا سکھایا، طرزِ انکسار بتائی، محبت کے اصول سکھائے، توبہ کو دعا کا طریق کار بتایا:

" رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ " (الاعراف 23:7)

اے پروردگارِ عالم! اے ربِّ کریم! اے ذوالجلال والاکرام! اگر تو مجھے اس مصیبت سے رہا نہ فرمائے گا تو وہ انسان کیا کرے گا، اس کی نسلیں کیا کریں گی، جس کا انجام اس کے سفر کے آغاز میں ہی کھٹائی میں پڑ گیا ہو اور بلی نے جیسے پہلے قدم پر ہی رستہ کاٹ لیا۔ شیطانِ رجیم انسان کا رستہ

کاٹ چکا تھا۔ Hope سے Hopeless کو لے گیا تھا۔ مگر اُس نسبتِ عالیہ سے ......اُس دعائے محبت سے اللہ نے اپنے بندے کو سرفراز فرمایا اور اس وقت تو اور کوئی نہ تھا۔ آدم کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ آدم ہی مسجودِ ملائک ہونے کے باوجود یہ خطا کر گیا تھا......اللہ کو سامنے دیکھنے کے باوجود خطا کر گیا تھا مگر خداوندِ کریم نے اس خطا کو معاف کیا۔

خواتین و حضرات! کرسچین کے نزدیک ہم تمام انسان بخشش کی توقع رکھے بغیر گناہ گار ہیں۔ We are all sinners.....eternal sinners. کرسچن فلاسفی انسان کو eternal sinner کہتی ہے۔ کسی قسم کی فلاح اس میں موجود نہیں ہے، مگر پھر ان کے فلسفہء خیال کے بقول اللہ نے آدم کی خطا بخشنے کیلئے ایک انسان کے روپ میں اپنا بیٹا اتارا۔ (معاذاللہ، استغفراللہ) پھر اس بیٹے کو صلیب پر چڑھایا، اس کو قربان کیا گیا، تو اس معززاور مکرم ہستی کے خون کے عوض میں اللہ نے انسانوں کے گناہ معاف کیئے اور یہ کہ جو یسوع مسیح کے خون میں نہا گیا وہ پاک ہو گیا۔

مگر خواتین و حضرات! حقائق کا اس دورازکار تاریخ سے اور تاریخِ انسان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ بڑے محترم ہیں ہمارے لئے وہ تمام لوگ جو کسی نہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ پروردگار نے جب ارشاد فرمایا:

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" (البقرہ 2:256)

تو پھر مسلمان کیلئے کسی اور کے مذہب پر اعتراض جائز نہیں رہا۔ خداوندِ کریم نے فرمایا کہ ہم نے بہت لوگ پیدا کیے۔ ہم اگر چاہتے تو سب لوگوں کو ایک دین پر رکھتے، مگر ہم نے ایسا چاہا نہیں تھا۔ سو آج کوئی کرسچین ہے، یا کوئی بدھسٹ ہے، کوئی کافر ہے، یا مسلم ہے جو جس خیال پر ہے، جو جس یقین پر ہے، وہ چاہے ویسے رہے، چاہے ویسے نہ رہے۔

خواتین و حضرات! ایک عجیب سی بات آپ کو بتا رہا ہوں کہ آج کے دور میں جب حریتِ فکر اور آزادیء خیال کا نام بلند ہو رہا ہے اور Western nations اس لئے مشرق سے نبرد آزما ہیں کہ ہم Prejudice ہیں، مگر اتفاق یہ دیکھئے کہ دنیا کے بدترین Fundamentalists وہ لوگ نکل رہے ہیں جو آزادی اور حریت پر بڑا یقین رکھتے ہیں، وہ Democracy پر یقین نہ رکھنے والوں کو جینے کا حق نہیں دیتے۔ ان کی طرح کی Democracy، ان کی طرح کی آزادیاں رکھنے کا وہ آپ کو حق نہیں دیتے، Seculars

آپ کو حق نہیں دیتے، یہ لادین آپ کو اسلام پر رہنے کا حق نہیں دیتے، Democrat آپ کو مسلمان رہنے کا حق نہیں دیتا۔ دورِ حاضر کے یہ لوگ اپنے آپ کو حریتِ فکر کے Champion کہتے ہیں مگر یہ عقل و معرفت کی ناقص ترین اقسام، زمین پر پیدا ہو گئی ہیں۔

اُدھر اللہ کو دیکھئے! بڑا پرانا مذہب...... ہزاروں سال پرانا...... بڑی مدت ہوئی رسول گزرے تھے۔ اب انکی داستانیں رہ گئی ہیں۔ لوگ اُن کو اب "اساطیر الاولین" کہتے ہیں مگر پروردگارِ عالم کو دیکھئے! آج سے پندرہ سو برس پہلے کیا قانون بنا دیا ہے! "لا اکراہ فی الدین" دین پر کوئی جبر نہیں۔ جو چاہو اختیار کرو۔ نہ صرف دین پر بلکہ حریتِ فکر کا یہ عالم ہے کہ اپنے آپ کو مرکز بنا کر، اپنے آپ کو ہر خیال کا موجد سمجھتے ہوئے، اپنے آپ کو مقصد و غایتِ اولیٰ و زندگی سمجھتے ہوئے، اپنے آپ کو ربوبیت کا مظہر قرار دیتے ہوئے، جس کا چاہے رزق بند کر سکتا ہے اور جس کا چاہے کھول سکتا ہے، جس کو چاہے زندگی دے سکتا ہے، جس کی چاہے چھین سکتا ہے، جس کو چاہے مرض دے، جس کو چاہے شفا دے اور انتہا یہ ہے کہ:

"وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ" (تکویر 29:81)

(تم سوچ بھی نہیں سکتے اگر اللہ نہ چاہے)

اتنی Complete کمان، اتنا زبردست کنٹرول کہ ایک پتھر سے، ایک Asteroid سے اس دنیائے رنگ و نور کو فنا کر سکتا ہے۔ فضاؤں میں گھومتا ہوا کسی بڑے سیارے کا ایک تودہ زمین پر ہمیشہ کیلئے سیلابِ مرگ لا سکتا ہے۔ اتنی بڑی عزت......! اتنی بڑی حکومت اور اس قدر آزادی......! کہ:

"اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا" (دھر 3:76)

(میں نے تمہیں راستہ دکھایا، عقل دی، چاہے اقرار کرو، چاہے انکار کرو۔)

یہ Concept of liberty کسی مذہب، کسی حکومت اور کسی بھی خیال میں Exist نہیں کرتا اور مسلمان سے زیادہ Naturally liberator اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کسی اور قوم کے کسی فرد میں Natural Liberty کا اتنا بڑا Concept نہیں ہے جتنا مسلمان کے شعور میں ہے۔

جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اللہ کے ہاں نجات کا تصور کرسچین Concept کی طرح نہیں ہے۔ شاید اسی لئے خدا نے کہا کہ جب مجھے غلط سمجھا جائے گا، جب میرے احکامات کی غلط تاویل کی جائے گی تو اے اہلِ اسلام! تم گواہ رہنا:

" جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّ سَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ " (البقرہ 143:2)

ہم تمہیں گواہ بنائیں گے اس تصور پر جو ہم نے پیش کیا، جو ہم نے تمہیں عطا کیا اور تم گواہ رہنا کہ ہم نے کبھی عیسیٰ کو پھانسی نہیں چڑھنے دیا، ہم نے کبھی اس کو مصلوب نہیں ہونے دیا:

"وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ" (النساء 157:4)

(یعنی یہ گمان نہ کر بیٹھنا کہ وہ قتل ہو گئے۔)

ہم یہ سزا بندوں کے ہاتھوں اپنے پیغمبروں کو کبھی نہیں دیتے اور نہ ہم نے دی۔

یہاں آ کر تصور نجات اور دعا میں بہت بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ اللہ نے انسان کے وجود کو زمین پر سزا کے طور پر نہیں بھیجا۔ قرآن حکیم کا واضح ارشاد ہے کہ جاؤ! خطا تم سے ہوئی، تمہیں معاف کر دیا گیا:

" فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ " (البقرہ 37:2)

(ہم نے القاء کیے آدمی کے سینے میں توبہ کے کلمات، پھر ہم نے اسے معاف کر دیا۔)

جب آدم نے وہ کلمات پکارے تو وہ معاف کر دیا گیا اور اس کے بعد زمین پر اسکا قیام نہ لعنت ہے نہ ذلت ہے۔ فرمایا:

" مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ " (البقرہ 36:2)

(جاؤ! تھوڑے سے عرصے کے لئے تمہارا اس میں فائدہ ہے۔)

نقصان نہیں ہے قطع نظر اس تصور کے جو عیسائیت میں پیش کیا گیا یعنی Redemption کا تصور......

مسلمان کا تصور یہ ہے کہ زمین وجہ نجات ہے۔ اس میں ہمارا کچھ فائدہ ہے۔ ہم نے اس خطا کے عوض کچھ پابندی حالات کرنی ہے، پابندی اوصاف کرنے ہے پابندی احکامات کرنی ہے اور اس کے بعد ہماری دوبارہ اس قدیم گھر کو رجعت ہے جس کے بارے میں اقبال نے ذرا طنزاً کہا:

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کار جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

شاعر ہیں کچھ گستاخی کر سکتے ہیں، اور:

جلتا ہر شب ہے آسماں پہ چراغ
جام یزداں ہے منتظر کس کا

خواتین وحضرات! یہ محبت اور جدائی کا سفر ہے۔ اللہ کی محبوب ترین مخلوق انسان جسے اس نے بڑے پیار سے بنایا اور پھر اسے خلافتِ ارضی بخشی۔ تھوڑی سی جدائی فراق ووصال میں تقسیم ہو جاتی ہے اور کچھ اس لئے بھی ضروری تھا کہ دُعا کفر وشرک اور اسلام میں واحد تفریق کرنے والی ہے۔ خواتین وحضرات! اس لئے کہ دعا سوائے اللہ کے اور کسی سے نہیں کی جا سکتی۔ مرکزیت اسمیں عطا و بخشش کرنے والے کو ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور سے دعا مانگنا قابلِ مواخذ ہے اور شرک ہے، حتیٰ کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اپنی امت کیلئے دعا کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے رسول ﷺ کو ارشاد فرمایا:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" (النساء 64:4)

(اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کیلئے معافی مانگے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔)

دیکھئے یہ کیا خوبصورت انداز ہے! وضاحت کردی اللہ نے کہ دعا کس سے مانگی جانی چاہیے، دعا کس سے کرائی جانی چاہیے......رسول کی دعا اپنی امت کی بخشش کیلئے بےحد ضروری ہے۔ فرمایا: "استغفرلھم" اگر لوگ مجھ سے دعا مانگیں اور تیری دعا بھی ان کی دعا میں شامل ہو جائے تو پھر ہم ان کو بخشنے والے ہیں۔ حدیث بخاری ہے کہ:

"وَاللّٰهُ مُعْطِىْ وَاَنَا قَاسِمٌ" (بخاری)

(اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔)

تو بانٹنے والے کی استدعا بھی اللہ سے ہوگی، آپ کی استدعا بھی اللہ سے ہوگی اور اگر کوئی "شیوا" اور "وشنو" سے مانگے، سرسوتی اور پاروتی سے مانگے گا، گنیش اور گھنشام سے مانگے اور اندرا اور ورھا یا مترا سے مانگے گا تو اس پر شرک کا اطلاق ہوگا کیونکہ اللہ کے سوا دعا کسی اور سے نہیں مانگی جا سکتی۔

خواتین وحضرات! بڑا Common سا سوال کیا جاتا ہے کہ بزرگوں کے مزار پر دعا کیسی ہے؟ ضرور جایئے......مانگیے......مگر اس طرح، جس انداز میں قرآن نے بتایا، اپنے پیغمبر

کے بارے میں کہا: یعنی اے سید ہجویر! ہم اللہ سے دعا مانگ رہے ہیں، اگر آپ بھی ہماری دعا میں شریک ہو جائیں تو اللہ بخشنے والا اور عطا کرنے والا ہے۔ اے شیخ عبدالقادر جیلانی! اے حضرتِ اعلیٰ! ہم آپ کے حضور حاضر ہیں۔ ہم فاتحہ پڑھ چکے ہیں، اخلاص پڑھ چکے ہیں اور سنت رسول ﷺ یہ ہے کہ ہم اللہ سے دعا مانگنے آئے ہیں۔ اگر آپ بھی شریکِ دعا ہو جائیں تو یقیناً اللہ ہمیں عطا کرنے والا ہے۔ مگر انسانوں سے عطا کی دعا نہیں ہو سکتی۔ عطا و بخشش صرف اللہ کے پاس ہے اور اس کے وسائل بے شمار انسان ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی محبوبِ خدا ہو سکتا ہے۔ کسی بھی بندے پر اللہ کا ہاتھ جا سکتا ہے اور وہ دعا میں آپکی شرکت کو نہ صرف یقینی بنا دیتا ہے بلکہ اس کی قبولیت کی سند بھی بن سکتا ہے۔

مالک وکریم قرآن میں یہود کو طعنہ دیتا ہے کہ اے اہل یہود! اے بدبختو! اور سرکشو! تمہیں یاد ہے کہ ابھی میرا رسول پیدا بھی نہیں ہوا تھا اور تم اسکے وسیلے اور توسط سے ہم سے دعا مانگا کرتے تھے اور ہم قبول کیا کرتے تھے۔ خواتین وحضرات! یہود کو اللہ کا یہ طعنہ بڑا Important ہے۔ دیکھئے! عجیب سی بات ہے کہ ایک آدمی کے آنے سے پہلے بھی اس کے توسط اور وسیلے کو استعمال کیا جا سکتا ہے اور ایک آدمی کے وجود میں آنے کے ہزاروں سال بعد بھی اس کی دعا کو قبولیت ہو سکتی ہے۔ جب ابراہیمؑ نے دعا مانگی کہ اے مالک وکریم! میری ایک عرض ہے کہ تو ان میں سے انہیں جیسا ایک پیغمبر مقرر فرما:

" رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ " (البقرہ129:2)

(اے رب ہمارے تو انہی میں سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور انہیں پاک صاف کر دے)

تو حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔

خواتین وحضرات! حضور ﷺ کی پیدائش سے بہت پہلے جب یہود مدینہ کو آئے اور ان پر جب کوئی مشکل پڑتی تو وہ ناز کیا کرتے اور وہاں کے لوگوں سے کہتے کہ تم کیسے دعا مانگ سکتے ہو؟...... ہمارے پاس تو نبی آخر الزمان کی نوید ہے، اسکا توسط ہے۔ ہم تو ان کے توسط سے دعا مانگ سکتے ہیں اور اس کے قبول نہ ہونے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں، تو اللہ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے اہل یہود! تمہیں یاد نہیں کہ تم اس پیغمبر کی وجہ سے مجھ سے دعائیں مانگا کرتے

تھے اور میں تم کو عطا کر دیا کرتا تھا اور اب جبکہ یہ تشریف لا چکے ہیں تو تم ان کی مخالفت کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ یہود کو قرآن میں طعنہ دیتا ہے:

"وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ" (البقرہ 89:2)

(وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر تو جب تشریف لے آیا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے)

خواتین و حضرات! دعا ایک اور طرح سے بڑی Important ہو جاتی ہے، نہ صرف یہ کہ یہ عطا و بخشش کرنے والے میں اور وسائل میں تفریق کرتی ہے۔ مرکزی خیال میں اور وسائل میں تفریق کرتی ہے۔ کوئی بھی Creation اپنے Creater کے مقام کو استعمال نہیں کرتی اور Creater کے مقام کو کسی قیمت پر بھی استعمال نہیں ہونا چاہئے، اسی لئے صفتِ ربوبیت کے بعد اللہ کا سب سے بڑا نام "صمد" ہے۔ ایسی بے نیازی کہ جو آپ کے ہر عمل سے بے نیاز ہے، آپ کی ہر اچھائی، برائی سے بے نیاز ہے، آپ کی ہر خوبی سے بے نیاز ہے، آپ کے ہر شر سے بے نیاز ہے، حتیٰ کہ اگر آپ اس کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دیں تو بھی خدا کہتا ہے کہ مجھ تک تمہاری جانوں اور تمہارے مرنے اور جینے کا کوئی ثواب نہیں پہنچتا، نہ مجھ پر اثر ہوتا ہے۔ کیوں؟ کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ" (العنکبوت 6:29)

(کہ میں دو عالم سے غنی ہوں)

میں بے نیاز ہوں۔ اگر میں مخلوق کو ایک دم فنا کرنا چاہوں تو مجھے اس بات پر کوئی پریشانی نہ ہو گی، تم اگر سارے کے سارے نیک ہو جاؤ تو مجھ پر کوئی اثر نہ ہو گا، تم اگر سارے کے سارے شیطنت پذیر ہو جاؤ تو میں قطعاً متاثر نہ ہوں گا۔ اس لئے خدا کی اس بے نیازی سے صرف دعا ہی آپ کو نکالنے کا سبب بن سکتی ہے، صرف دعا آپ کو اللہ کی اس بے نیازی کے حصار میں داخل کر سکتی ہے۔ جب رسولِ کریم ﷺ ایک بستی کے پاس سے گزرے اور اس بستی کو افلاس میں دیکھا، بیماریوں میں دیکھا، تباہی میں دیکھا تو کہا کہ کیا اس بستی میں خدا سے دعا کرنے والا کوئی نہیں۔ کیا یہاں اللہ سے دعا کرنے والے لوگ نہیں بستے ہیں کہ اس بستی کا اتنا برا حال ہے......

خواتین و حضرات! ملک کا کتنا برا حال ہے! کتنی پسماندگی، کتنی آزردگی ہے......! دلوں میں کتنے بوجھ ہیں......! مملکت کے کتنے وساوس ہیں......! کیا ہم لوگ اس بستی کے رہنے والے نہیں ہیں؟ کیا ہمیں اس بستی کیلئے خدا سے دعا نہیں کرنے چاہیے؟ کیا حکمرانوں کے ظلم و ستم کو

برداشت کرتے رہنا اوراس کے عوض دعا بھی نہ کرنا...... یہ ہماری ذلت کا اصل سبب ہے کہ ہم دعا کرنے والے نہیں رہے۔ اگر امتِ مسلمہ خدا سے دعا کرے......اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کرے کہ ہم اس ملک، اس معاشرے کیلئے دعا کی بہترین استعداد خدا وندِ قدوس کے حضور پیش کریں، تو نہ برے حکمران رہیں گے اور نہ برے حالات اور انشاءاللہ تعالیٰ ملک وملت عزت و آبرو اورترقی وکامیابی سے آشنا ہوگی۔ پروردگار عالم نے فرمایا:

" اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ " (النمل 62:27)

کون ہے جو اضطراب میں مضطرب کی صدا سنتا ہے؟ کون ہے......؟ خدا اس مقام پر اکیلا ہے اور آپ کو دعوت دے رہا ہے اور بار بار پکارتا ہے کہ اے میرے مانگنے والو! تمہارا حال اس لئے برا ہے کہ تم اضطراب میں میری طرف رجوع نہیں کرتے۔ تم اضطراب میں مغرب کو جاتے ہو...... مشرق کو جاتے ہو......بش اور بلئیر کو جاتے ہو......زمینی حقائق کو جارہے ہو مگر میں جو اضطراب کو دور کرنے والا ہوں، تم میری طرف نہیں آتے ہو:

" اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ " ط (النمل 62:27)

میں، برائی کی گرہیں کھولتا ہوں۔ میں تنگی وعسرت اور افلاس کے دروازے بند کرتا ہوں۔ میں، تمہیں شائستگی اور شرافت سے روشناس کرانے والا ہوں۔ میری طرف کیوں نہیں آتے ہو؟ کہاں جارہے ہو؟ عزت طلب کرنے کہاں جارہے ہو؟ زمین وآسمان میں کوئی عزت عطا کرنے والا نہیں ہے۔ یادرکھو......!

" فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعاً " (النساء 139:4)

(بے شک تمام عزت صرف اللہ کیلئے ہے)

وہی دینے والا اور وہی چھیننے والا ہے۔

" تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ " (آل عمران 26:3)

(جس کو چاہتا ہے ملک بخش دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت)

" اَللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ " (آل عمران 26:3)

(اے اللہ اے مالک تمام ملکوں کے)

وہ بڑے Clean اور Clear طریقے سے اپنی حاکمیت کا اعلان کرتا ہے اور ان مقامات کی نشان دہی کرتا ہے جو کسی سبب سے حاصل نہیں ہو سکتے، اسی لئے اس کا کہنا یہ ہے کہ تم سب فقیر ہو، تم میں کوئی بڑا نہیں ہے، نہ بش ...... نہ بلیئر ...... نہ پرویز مشرف ...... نہ بے نظیر ...... نہ نواز شریف ...... یہ سب مانگنے والے ہیں۔ اللہ کہتا ہے: اے بھکاریو! میرے پاس آؤ!

" وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ " (محمد 38:47)

(اور اللہ غنی ہے اور تم فقیر (محتاج) ہو۔)

مانگنے والا بغیر مانگے فقیر کیسا؟ ...... جب تک وہ صدا نہیں دے گا، پکارے گا نہیں، وہ فقیر نہیں کہلائے گا۔ افسوس! کہ ہم اچھے بھکاری نہیں ہیں۔ ہم Professional نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو تو اللہ کے حضور Professional مانگنے والا ہونا چاہئے۔ ہمیں تو دوسری اقوام سے بہتر مانگنے کا طریقہ آنا چاہئے۔ بڑا پرانا محاورہ ہے: If ambitions were horses, beggars would ride them.... اگر خواہشات گھوڑے ہوتے تو فقیر ان پر سواری کرتے ...... ہمارا یہ حال ہے کہ ہم ایسے بھکاری ہیں کہ جن کو سواری کے لئے الفاظ کے گدھے بھی نہیں ملتے۔

خواتین و حضرات! It is very very obvious کہ ہم اللہ کے حضور دعا کے مقام پر پورے نہیں اتر رہے۔ ہمارے انداز مانگنے والے نہیں ہیں۔ ہمارے تکبرات اسباب میں اٹکے ہوئے ہیں۔

" اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ "

(کون ہے جو اضطراب میں مضطرب کی دعا سنتا ہے)

" وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ "

کون ہے جو برائی کی گرہیں کھولتا ہے کون ہے جو غربت کی، عسرت کی، گرہیں کھولتا ہے۔ بیماریوں میں شفا عطا کرتا ہے۔

" وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ "

(اور زمین پر خلیفہ مقرر کرتا ہے بادشاہ مقرر کرتا ہے۔)

دیکھئے! چھوٹی سی آیت ہے اور اللہ کا انداز دیکھئے کہ انسان کی باطنی کیفیات سے لے کر خارجی زندگی کے تمام پہلوؤں کو تین الفاظ میں سمیٹ دیا ہے: اضطراب، برائی اور خلافت ...... اس سے

زیادہ خوبصورت آیت اور مستحکم انداز کیا ہو سکتا ہے کہ انسان کا کوئی مسئلہ ہو، انفرادی، Practical یا اجتماعی، سارے کے سارے ان تینوں الفاظ میں آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے کہ کون مضطرب کی پکار کو سنتا ہے اور خود ہی جواب دیتا ہے۔

اگر وہ آپ کو نہ بتائے کہ دعا میں مرکزیت کسے ہونی چاہئے، دعا کس سے ہونی چاہئے، تو آپ گلی کوچے بھیک مانگتے پھریں، غیروں سے...... کنجوسوں سے...... بخیلوں سے...... آپ نے اس صاحبِ سخاوت کو نہیں پہچانا، اس شاہِ تقدیرِ عالم کو نہیں پہچانا۔ جس کے پاس اصل اقتدار، اصل قوت، اصل مال ہے:

"ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ" (فاطر 13:35)

(یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے۔)

نجات دینے والا، برائی کی گرہیں کھولنے والا، زمین پر عزت وخلافت دینے والا اللہ ہی تو ہے...... مگر افسوس کہ تمہارے دل اس کی یاد سے خالی ہیں افسوس کہ تم اس کو جانتے، پہچانتے ہوئے بھی اس سے گریز کرتے ہو۔ افسوس کہ جس شاندار لہجے سے تم اس زمانے کی، اس کے امراء و روساء کی تعریف کرتے ہو، اللہ کے حضور تم بولنے سے ہی گریزاں ہو اس لئے کہ حقیقت میں آپ کا اللہ کی ذات پر وہ اعتبار ہی قائم نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے خواتین وحضرات! کہ اللہ نے جب یہ کہہ دیا کہ جادو، سحر، تعویز، گنڈہ جو کچھ مرضی ہوا ہو، چاہے شیاطین مشرق ومغرب سے آ کر آپ پر سنگ باری کر رہے ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے عرش کے نیچے سے دو ایسی چمکدار اور خوبصورت آیات عطا فرمائی ہیں کہ تم پر کسی جادو اور ٹونے کا اثر نہیں ہو سکتا تو پھر آپ کا سحر اور جادو کیوں نہیں ٹھیک ہو جاتا۔ ذرا غور فرمائیے کہ جب آپ کے پاس "سورۃ والناس" موجود ہو، "فلق" موجود ہو، "اخلاص" موجود ہو، "قل یا ایھا الکفرون" موجود ہو اور آپ سات سات دفعہ انہیں پڑھتے ہوں تو پھر بھی کیا جادو، ٹونہ اور ٹوٹکا رہ جائے گا؟ پھر بھی آپ کے ذہن سے وسوسہ اور ابہام نہ جائے تو اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

خواتین وحضرات! اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کو قرآن پر، رسول پر، اور اللہ پر یقین نہیں ہے یا کم ہے اور کاہنوں پر، سحر پر، لوگوں پر اور دوسرے خیالوں پر یقین زیادہ ہے۔ اس سے بڑا شرک اور کیا ہوگا کہ اللہ کے وعدوں پر اعتبار نہ ہو اور سارے زمانے کی باتوں پر اعتبار ہو، گلی کوچے میں بیٹھے ہوئے کاہنوں پر اعتبار ہو اور اللہ سے دعا مانگنے کے باوجود آپ خسارے میں

رہیں۔ یہی تو وہ خسارہ ہے جو عزازیل لعین نے مکر و فریب کی صورت میں آدم کو پہنچایا اور آدم نے کہا کہ عزازیل لعین نے مجھے اور میری اولاد کو خسارے میں ڈال دیا ہے۔ اس خسارے کو کون پورا کرتا ہے؟ وہی، خواتین و حضرات! جس نے آدم کے دل پر پہلے القاء کیا تھا:

"فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ"

(ہم نے القاء کئے آدم کے دل پر توبہ کے کلمات، پھر آدم نے وہ سیکھے)

اور پہلی دعا ہم سے کی:

"رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ"

خواتین و حضرات! سب سے بڑی بات دعا میں یہی ہے جو میں نے آپ کو Explain کی کہ You must believe in Allah, جیسے اس پر یقین کرنے کا حق ہے۔ اگر آپ کے ذہن میں یہ Confusion ہے کہ اللہ کے سوا بھی کوئی دعا قبول کرنے والا ہے تو آپ کی دعا کبھی قبول نہیں ہوگی۔

کچھ نکات ایسے ہیں جن پر اللہ کبھی بھی مصالحت نہیں کرتا۔ اللہ اس کائنات کی Top priority ہے۔ اس کے سوا کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔ باقی سب تخلیق ہیں۔ وہی خالق ہے۔ ایک خالق......

"لَوْ کَانَ فِیْہِمَآ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا" (الانبیاء 22:21)

(اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو فساد ہو جاتا۔)

ایک ہی خدا ہے، مرکزِ عطا ایک ہے، کل صفات جائیہ کا مالک ایک ہے۔ خدا کو بانٹنے کی کوئی بھی کوشش اللہ تعالیٰ کسی صورت قبول نہیں کرتا، حاکمیت کے کسی مقام پر وہ سودا نہیں کرتا، اسی لئے اگر آپ کی دعا قبول نہیں ہوتی تو اس کی کوئی واضح وجہ ہوتی ہے۔ ایک دوسری بڑی وجہ ہے دعا کے قبول نہ ہونے کی، وہ علمی وجہ ہے۔ The difference in knowledgeability میرا یہ علم وقتی ہے، محدود ہے، اور تھوڑے سے عرصے کیلئے ہے، میں موجود پر سوچتا ہوں، مجھے برائی آئے تو مایوس ہو جاتا ہوں، چاہتا ہوں کہ فوراً برائی ہٹ جائے۔ اچھائی محسوس ہو تو مراحب ذات میں چلا جاتا ہوں۔ مجھے اجتماعی علم حاصل نہیں ہے، میری علومات ناقص ہیں۔ مجھے Past کا پتہ ہے Future کا پتہ نہیں ہے۔ میں جب دعا مانگتا ہوں تو ایک محدود علمیت سے مانگتا ہوں۔ اس محدود علمیت کا المیہ یہ ہے کہ میں خدا کے خلاف کھڑا ہو جاتا ہوں کہ اللہ میاں! بہت دعا مانگی......

بہت چاہا کہ یہ ٹل جائے مگر اللہ میاں! تو سنتا ہی نہیں۔ تو یہ تمام محدود علمیت کی مثال ہے۔ بھلا وہ صاحبِ علم ......وہ تخلیق کا روجودِ انساں ......وہ عالمِ کل کا شہنشاہ......اس کے لئے حال، مستقبل اور ماضی ایک وجود ہیں، علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں۔ حال میرے لئے ہے، ماضی میرے لئے ہے مستقبل میرے لئے ہے، اللہ کیلئے تقسیم اوقات کوئی معانی نہیں رکھتی۔ اس نے انسان کے پورے شیڈول میں Scheming کر دی ہے۔

" وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا" (ھود 6:11)

(زمین پر کوئی ایسا ذی حیات نہیں ہے کہ جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو)

" وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَ مُسۡتَوۡدَعَهَا " (ھود 6:11)

(اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔)

تمام انسانوں کے رزق، زندگیاں، مقام، اٹھنا، بیٹھنا لکھ کر وہ فارغ ہو چکا ہے: " كُلٌّ فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ " کتاب مبین میں سب کچھ درج کر کے وہ فارغ ہو گیا۔ حضور گرامی مرتبت کی ایک بڑی خوبصورت حدیث ہے:

"دعا قضاء و قدر کا حصہ ہے۔"

اور یہ حصہ کیوں ہے؟ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ تمام موجودات میں استثناء رکھی گئی ہے۔ قضاء و قدر میں جو استثناء رکھی گئی، وہ دعا ہے، اگر لوحِ محفوظ میں تبدیلی کی خواہش ہے تو وہ دعا سے ہو سکتی ہے......مگر کیوں؟ This is very important: Why.....? کیوں یہ تبدیلی ہو؟ کیوں دعا سے قضاء بدل جاتی ہے؟ خواتین و حضرات! اس لئے کہ اللہ بالکل نہیں چاہتا کہ اس کے سوا کوئی دوسری کتاب ہو۔ چاہے وہ لوحِ محفوظ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بالکل نہیں چاہتا کہ اس کی قدرت کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے کوئی چیز یہ دعویٰ کرے کہ میں بدل نہیں سکتی اسی لئے جب حضرت ذکریاؑ نے دعا کی کہ اے مالک و کریم! مجھے آلِ داؤد کا وارث عطا کر، تو حضرت ذکریاؑ کو بشارت دی گئی کہ اے ذکریا! ہم نے تیری دعا قبول کر لی، تو ذکریا نے کہا: کیسے؟...... میں بوڑھا......میں گیا گزرا......میری بیوی، سو سال ہوئے Menopause میں پڑی ہوئی ہے۔ نہ اس کے پاس گنجائش ہے، نہ Natural process اب کیسے بچہ ہوگا؟ اللہ نے کہا کہ ادھر کہتے جا رہے ہو کہ یا اللہ بچہ دے......اور ادھر کہہ رہے ہو کہ ہم تو گئے گزرے ہیں...... بھلا اس کی کیا ضرورت ہے......نہ مانگتے نا......اگر تمہیں پتہ تھا کہ میرا بچہ نہیں ہو سکتا، میری بیوی کا بچہ نہیں ہو

سکتا تو پھر خاموش رہو، اوپر سے دعا مانگے جا رہے ہو کہ اے میرے مالک! مجھے آلِ داؤد کا وارث عطا کر۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ ''پیغمبر خطا نہیں کرتے''۔ بڑی خوبصورت حدیث ہے۔

تو اے اہلِ اسلام! اے اہلِ علم! اس بات کو بڑی اچھی طرح یاد رکھیے جو میں اب کہہ رہا ہوں: بڑے بڑے احمق اور بے وقوف، بزعم خود دعویٰ علمیت رکھنے والو! پیغمبروں کے ساتھ بڑی خطائیں منسوب ہیں۔۔۔۔۔ مگر یہ بتایئے کہ اگر کسی استاد کو کسی طالبِ علم کی ذہانت کا ٹیسٹ لینا ہو اور وہ ایک جملہ لکھ کر اس میں کوئی غلطی چھوڑ دے اور کہے کہ Find out the mistake, تو کیا یہ طریقۂ علم نہ ہو گا کہ استاد Deliberately خود غلطی چھوڑ دے اور طالب علموں کی ذہانت چیک کرنے کیلئے کہے کہ آؤ ذرا اس جملے کو سیدھا کرو، اس میں کیا غلطی ہے اور یہ طریقہ مروجہ ہے، رائج الوقت ہے۔ تمام علمی طریقوں میں بہترین ذہانتوں کی پرکھ سیدھا جملہ لکھنے میں نہیں ہے، Nagative effects میں ہے، غلطیوں کی نشان دہی میں ہے۔ ایک صحیح سالم مشین یا چیز کو چلا لینا حکمت نہیں ہے بلکہ اس کی خامی کو درست کرنا علمیت اور حکمت ہے۔

ایک دفعہ بہزاد نے ایک بڑی خوبصورت تصویر بنائی، بے مثل۔۔۔۔۔ بے خطا۔۔۔۔۔ اسے بازار میں لٹکا دیا اور کہا کہ اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس کی نشان دہی کر دیں۔ دنیا کا سب سے بڑا مصور جب شام کو وہاں سے گزرا تو تصویر لکیر لکیر تھی، نقطہ نقطہ تھی۔ اصل تصویر ہی کھو گئی تھی۔ اس بیچارے کو بڑا صدمہ ہوا۔ اگلے دن پھر وہی تصویر بنائی اور اس پر لکھا کہ اس میں کوئی غلطی ہو تو درست کر دیں۔ شام تک تصویر سلامت تھی اس لئے کہ درستگی کی اہلیت کسی میں نہ تھی۔ خطا کو Point out کرنا اور بات ہے اور خطا کو Point Out کر کے درست کرنا بہت مختلف بات ہے۔ یہ علمیت کے مصدق اور مستند اصولوں میں سے ہے۔ تو اللہ کے رسول بار ہا۔ ایسی غلطیاں بظاہر کرتے ہیں جن سے ان کی امتوں کو بہت بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں، بہت بڑے فوائد۔۔۔۔۔

خواتین و حضرات! دیکھئے تو سہی! یہ واقعہ بھی ہوا، یونس بن متی سے غلطی ہوئی، کیا مبارک غلطی تھی۔۔۔۔۔ کیا خوبصورت غلطی تھی۔۔۔۔۔ ایک غلطی ہوئی۔۔۔۔۔ گئے۔۔۔۔۔ سمندر میں گئے۔۔۔۔۔ مچھلی کے پیٹ میں گئے اور وہاں سے ایک خوبصورت التجا کی:

''اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء 87:21)

(جب وہ چل دیا غضبناک ہو کر اور یہ خیال کیا کہ ہم اُسے گھیریں گے نہیں۔ پھر اس نے اندھیروں سے پکارا: بے شک تُو پاک ہے اور میں ہی قصوروار ہوں۔)

کیا خوبصورت انداز ہے! کوئی لفاظی نہیں، سادہ سی دعا ہے کہ اے میرے مالک و کریم! تُو خطا سے پاک ہے۔ میں نے جو گمان کیا کہ تو نے میرا ساتھ نہ دیا، یہ میری خطا تھی۔ میں خطا سے پاک نہیں ہوں۔ مجھ میں کچھ نہ کچھ خطا Inherintly رکھی گئی ہے۔ خود تو نے قرآن میں لکھا ہے:

" اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْ نَ کَبٰٓئِرَ الْاِ ثْمِ وَالْفَوَا حِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ط " (النجم 32)

" اِنْ تَجْتَنِبُوْ اکَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ " (النساء 31:4)

یعنی اگر تم بڑے گناہوں سے بچو تو چھوٹوں پر تو رو کو گے ہی۔ مگر خیال رکھنا چاہئے ...... ہو سکتا ہے کہ آپ غیبت کو چھوٹا گناہ سمجھ رہے ہوں مگر ایسا نہیں ہے۔ ظاہرہ گناہ ٹھہرتے نہیں ہیں، بہت برے ہوئے تو کچھ وقت کیلئے ہوں گے مگر غیبت ایک اتنا بڑا مستقل گناہ ہے کہ وہ آپ کے باطن میں ہمیشہ ٹھہرتا ہے جو پیدائش سے لے کر قبر تک ساتھ چلتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ بڑے گناہوں کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ جو مستقل ہوں۔ جو گناہ عارضی ہیں وہ بڑے نہیں ہیں۔ جس چیز پر آپ کا نفس اصرار کرتا ہے وہ بڑا گناہ ہے، جو بار بار Repeat کیا جاتا ہے وہ بڑا گناہ ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بڑے گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں، یہ اللہ جانتا ہے۔ مگر خواتین و حضرات! خداوند کریم نے اسی آیتِ کریمہ میں ایک چھوٹا سا جملہ لکھا، وہ کیا احمق مسلمان ہو گا جو اسے پڑھنا پسند نہ کرے گا، کہا: یونس بن متی نے ہم سے جس طرح دعا کی، جس طرح اس نے ہم سے نجات مانگی، ہم نے دی۔ اس کے علاوہ ایک وعدہ اور بھی کیا: اگر کوئی یونسؑ کا سا دل رکھے گا، اس جیسی سادگی رکھے گا، اس جیسی معافی مانگے گا، جو کہے گا:

" اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ " فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ " (الانبیاء 88:21)

(اسی طرح ہم ہر مومن کو نجات دیں گے)

کیا عجیب فیصلہ دے دیا، تو پھر بھی ہے کوئی مسلمان جو آیتِ کریمہ کا ورد نہ کرے، مگر ہمارے ہاں دیکھئے! دس بیس عورتیں جمع کیں ...... سو پچاس مرد اکٹھے کئے ...... ایک لاکھ پڑھ کر چل دیئے ...... خواتین و حضرات! اللہ کو بڑی مکروہات لگتی ہے جو اچھی ہو، اختیار کی جائے پھر اس کو ترک کر دیا جائے۔ مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث ہے: پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کون سا

کام بہت اچھا لگتا تھا۔ فرمایا: "تھوڑا مگر متواتر"۔

بھئی عذر کیا ہے آپ کو؟ کچھ سمجھ نہیں آتی فلسفہ اسلام کی اور مسلمان کی...... بھئی برائی شعار ہے...... براہوں میں...... ٹھیک ہے...... کتنا اشتہار بنوں گا برائی کا، کتنی غلطیاں کرتا پھروں گا، کتنی حماقتیں سرانجام دوں گا۔ کیا مجھ میں تھوڑی سی اچھائی کی بھی قدرت نہ ہوگی۔ اُدھر شیطان کا وار دیکھئے کہ اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوں تو کہتا ہے: کیا فائدہ تیری نماز کا، کیا فائدہ ہے تیری تسبیح کا، کیا ملے گا تجھے اللہ سے...... کیوں بھئی اللہ سے کچھ اور کیا ملتا ہے:

"فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ" (الزلزال 99:7،8)

(بھئی اگر ہم برائی کا ذرہ ذرہ تمہارے نام جمع کر رہے ہیں تو ظاہر ہے ہم اچھائی کا ذرہ ذرہ بھی تمہارے نام جمع کریں گے۔)

تو کیا برائی اتنی مسخ کر دینے والی چیز ہے کہ ہم سے تھوڑی سی اچھائی کا حق بھی چھین لے، تھوڑی سے مروت اور محبت چھین لے، تھوڑی سی یادِ خدا بھی چھین لے، ایک آدھ وقت کی نماز بھی ہم سے چھین لے اور سب سے بڑھ کر، کسی لفظ کی ادائے دُعا بھی چھین لے کہ ہم خدا سے دعا کرنا بھی بھول جائیں۔ کیسا غلبہ ہے برائی کا! ...... شک...... وسوسے ہیں...... اور یاسیت ہے...... دعا کے رستے میں سب سے بدترین چیز یاس ہے۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے۔

مگر خواتین و حضرات! اگر میرا علم کم ہے، اگر میں ایک چیز کو غلط سمجھوں اور پھر کسی بڑے عالم کے پاس جاؤں، اس سے وضاحت چاہوں، وہ مجھے وضاحت کر دے، مجھے میری غلطی کی نشان دہی کر دے تو کیا میرا پھر اس غلطی پر اصرار جائز ہوگا۔ میں اس کا شکریہ ادا نہ کروں گا کہ شکر ہے آپ نے میرا Sentence ٹھیک کر دیا، میرا سوال حل کر دیا ورنہ میں اس غلطی پر ہمیشہ قائم رہتا۔ تو دعا کا ایک کام ایسا ہے جو میرے اور آپ کے درمیان حدِ فاصل ہے اور وہ علمِ انسان اور علمیتِ حق ہے اور اس کو سمجھنا بڑا سادہ اور آسان ہے:

"وَعَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ"

(کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو، اس سے بچنے کی دعا کرتے ہو، مجھ سے اصرار کرتے ہو اور اس میں خیر ہوتی ہے اور میں وہ تمہیں پہنچانا چاہتا ہوں۔)

"وَعَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ" (البقرہ 2:216)

(اور کسی چیز سے تمہیں بڑی محبت ہوتی ہے۔ تم بڑے اصرار سے مانگتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے

اور میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں، میں تمہیں دینا نہیں چاہتا) تم مجھ سے اس لئے ناراض ہوتے ہو کہ بہت سی چیزوں سے تمہیں محبت ہوتی ہے تم مجھ سے مانگتے ہو، تم اصرار کرتے ہو، میں نہیں دینا چاہتا، کیوں نہیں دینا چاہتا؟ جبراً ----- قہراً ----- طاقاً ----- نہیں، بلکہ:

" وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ " (البقرہ 216:2)

(اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔)

اللہ کا جو علم ہے، اسمیں یہ چیز تمہاری خطا کا باعث ہے اور جو چیز تمہارے علم میں نہیں ہے، اس کو تم نہیں جانتے مگر وہ تمہارے بال بچوں، تمہاری آئندہ نسلوں تک کیلئے عذاب کا حصہ بنی رہیگی، وہ تمہیں اب ٹھیک لگ رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے پرہیز کرو۔

خواتین وحضرات! مختصراً میں دعا پر چند ایک احادیث کے حوالے سے اپنا لیکچر ختم کروں گا کہ اللہ سے جو دعا نہیں مانگتا، اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے کہ میں اللہ سے جو مانگوں گا اللہ سے قبول کر لے گا۔ دعا ہر صورت میں تحفظات کے طور پر قبول ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ دعا مانگنے میں عاجز نہ ہو یعنی اگر باقی چیزوں میں عجز آ گیا ہے چلنے پھرنے میں، کھانا کھانے میں تو کم از کم اے میری امت کے لوگو! دعا مانگنے میں عاجز نہ ہو، سستی نہ کرو، تمہاری زبان ہر وقت دعا سے تر رہنی چاہیئے۔ اور کیا خوبصورت، قول مبارک ہے کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے اور دعا وہ واحد استثناء ہے جو اللہ کے حضور پہنچتی ہے اور اسمیں نہ کوئی شرع حائل ہے نہ دین حائل ہے، نہ کسی طرح کی کوئی Approach حائل ہے اور خواتین وحضرات! اگر اللہ فوری طور پر دعا قبول نہیں کرتا تو کچھ چیزوں کو وہ ہمارے لئے سنبھالتا ہے اور دعا زمین وآسمان کے درمیان میں ہمیشہ آپ کی خاطر کرب وبلا سے جنگ کرتی ہے اور انکو ہم تک پہنچنے سے روکے رکھتی ہے اور قیامت تک روکے رکھتی ہے جب تک آپ کا وجود اس دنیا میں قائم ہے۔

سوالات

سوال: اولاد کے حق میں ماں کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے یا باپ کی؟

جواب: لگتا تو یہ ہے کہ ماں کی دعا زیادہ قبول کی جاتی ہے مگر حدیثِ رسول ﷺ ذرا مختلف ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھر اور اولاد کے حق میں زیادہ دعا باپ کی قبول ہوتی ہے، اس کی وجہ ایک اور حدیث بھی ہے اور وہ حدیث بڑی Important ہے کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوتا ہے یعنی شرعِ اسلامیہ کے نقطۂ نظر سے بچہ باپ کا ہوتا ہے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ اس وقت جب یہ حدیثِ مبارک آئی، وہ احادیث کا وقت دیکھئے اور آج کی Researches دیکھئے تو عجیب سا احساس ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر اس زمانے سے کہیں زیادہ Modern تھے کہ جن کو اچھی طرح علم تھا کہ بچی اور بچے کا ہونا باپ کا مقدر ہوتا ہے ماں کا نہیں۔ ایکس کروموسومز ہوں یا وائے، یہ باپ کے ہوتے ہیں جو بچہ اور بچی کا باعث بنتے ہیں اور ماں کا زیادہ اثر Container کی حیثیت میں ہوتا ہے اور ایک ایسے انسان کی حیثیت میں ہوتا ہے جسے خداوندِ کریم نے ایک خصوصی مقام عطا فرمایا ہے پالنے کیلئے.....تو والدہ کی مشقتیں بہت زیادہ ہیں بچے کو پالنے کیلئے مگر قرآنِ حکیم میں اللہ کا فیصلہ یہی ہے کہ مرد کی دعا بچوں کے حق میں زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ اور اگر آپ غور کریں تمام بڑے بڑے پیغمبروں نے اپنی اولاد کے حق میں جو دعائیں مانگیں وہی قبول یا نا قبول تک پہنچیں، جیسے حضرت نوحؑ نے کنعان کیلئے مانگی تو اس کو رد کیا گیا اور وجہ بھی بتائی گئی اور جو دعا حضرت ابراہیمؑ نے مانگی وہ قبول کی گئی اور عطا کی گئی۔ اسی طرح جو بڑی دعا ہے بچوں کیلئے، وہ ماں اور باپ دونوں مانگ سکتے ہیں:

" رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا " (الفرقان 74:25)

(اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں نیک لوگوں کا امام بنا۔)

اس میں ایک لفظ بڑا قابلِ غور ہے: " مِنْ اَزْوَاجِنَا " ہوسکتا ہے کہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ یہ دعا مرد کو خصوصاً عطا کی گئی ہے کہ اس میں ایک زوج کی بجائے "ازواجنا" کا ذکر ہے۔ یہ دونوں طرف بھی استعمال ہوسکتا ہے کیونکہ زوج کا لفظ دونوں طرف جاتا ہے۔ But the most probably ایک مرد اگر دو یا چار بھی شادیاں کرے جیسے یہ ہوتا بھی رہا ہے، تو یہ دعا باپ کو عطا کی گئی کہ وہ اپنے بیوی بچوں کے حق میں مانگے اور دعا کیلئے خاص طور پر بڑا خوبصورت ایک لفظ عطا کیا گیا: "قرۃ العین" یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ اب دیکھئے! کہ کتنی بیویاں ہیں جو

اپنے خاوندوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، یہ ذرا غور و فکر کا مقام ہے۔

سوال: دعا اور ذکر میں کیا فرق ہے؟

جواب: دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ذکر ایک شغل ہے اسے شغلِ نورانی بھی کہتے ہیں اور اس میں طلب کے الفاظ نہیں ہوتے۔ یہ تعریفِ خداوند ہے۔ یہ تمام تر تعریفِ خداوند ہے اور اس میں اپنی حیثیت کو داخل کرنا دعا ہے۔ اذکار کے عوض سے چیز طلب کرنا دعا ہے چونکہ ایک واضح فرق یہ ہے کہ ذکر ہم اس لئے کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول ہو، تاکہ اللہ ہماری یاد سے راضی ہو، تو ذکر محبت کی نشانی ہے، انس اور خلوص کی نشانی ہے۔ یہ بڑی Important بات میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ فراقِ یار میں ذکر، محبوب کی یاد ہے جیسا اقبال نے کہا:

تو نہ می دانی ہنوز شوق بے میرد زے وصل

شاید تجھے معلوم نہیں کہ وصال سے شوق مرجاتا ہے۔

چیست حیاتِ دوام سوختنِ نا تمام

کہ ہمیشہ جلتا رہنا ہی حیاتِ دوام ہے۔ تو ذکر کو ہم ان معنوں میں لیتے ہیں کہ خدا کے حضور قرب کیلئے ہر وقت آرزو کرنا، جستجو کرنا، طلب کرنا ذکر ہے اور اس لحہ فراق کو یا وصال کو زندہ رکھنا ذکر ہے۔ اور جب دعا اس میں شامل ہو جاتی ہے تو ہم Divert کرتے ہیں۔ سب سے بڑی دعا ذکر کے عوض تو ہم یہی کر سکتے ہیں کہ:

" اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ " (حصن حصین)

(اے اللہ ہمیں اپنے اذکار پر سلامت رکھ)

اور جیسے رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی اور یہ بہت بڑی دعا ہے:

" اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ " (حصن حصین)

(اے اللہ ہمیں اپنے دین پر سلامت رکھ۔)

اور دوسری دعا جو بڑی ہی خوبصورت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو اللہ سے عافیت اور بخشش نہیں مانگتے، تو یہ سب سے بڑی دعا ہے جو انسان کے نصیب میں ہو سکتی ہے۔ کہ تین مرتبہ حضرت عباسؓ رسول اللہ ﷺ سے دعا کیلئے حاضر ہوئے اور استدعا فرمائی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی اچھی دعا عطا فرمائیے تو حضرت عباسؓ کافی حد تک دنیا کی طرف راغب بھی تھے اور مال کی بڑی خواہش رکھتے تھے تو خیال کیا جاتا ہے کہ شاید وہ اس لئے حضور

ﷺ کے پاس آتے ہوں کہ وہ مال کی طلب اور جستجو رکھتے ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اے میرے چچا! آج تک انسان نے اپنے اللہ سے عافیت و بخشش سے بہتر کوئی چیز نہیں مانگی اور ایک چھوٹی سی دعا عطا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَالُکَ الْعَفْوَ وَالْعَا فِیَۃَ" (حصن حصین)

(اے اللہ میں تجھ سے معافی اور صحت و عافیت طلب کرتا ہوں۔)

سوال: دعا میں لقمۂ حلال و حرام کے کیا اثرات ہیں؟

جواب: بعض اوقات ہم ان مراحل میں ہوتے ہیں کہ لقمۂ حلال و حرام کی شاید تخصیص ہی نہیں ہو سکتی خاص طور پر آجکل کے دنوں میں جبکہ ہمارے تمام System سود پر چل رہے ہوں اور حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ ایک زمانہ آخر ایسا بھی آئے گا کہ اگر سود نہیں تو اسکا دھواں ہر فرد اور ہر گھر تک پہنچے گا اور یہی وہ زمانہ ہے اور سود سے بڑھ کر حرام چیز اور کیا ہو سکتی ہے مگر جب جبرِ معیشت ہو اور مسائل ہمارے ایسے ہوں اور ہماری زندگیاں ایسی ہوں تو بظاہر یہ دعا اور یہ تحدث اور یہ نصیحت پھر اس بات پر جائے گی کہ آپ واضح حرام سے بچیں اور کوشش کریں گے کہ حلال کی رسم زندہ رہے اور ایمان کی رسم زندہ رہے تو آپ کی دعا ضرور قبول ہوگی۔

سوال: رزق کیا ہے؟ جو ہم کھاتے ہیں یا جو ہم کماتے ہیں۔

جواب: نہ کھاتے ہوئے...... نہ کماتے ہوئے...... یہ رزق نہیں ہے بلکہ رزق ایک اضافی حیثیت رکھتا ہے جو تمام زندگیوں کیلئے ہے خواہ وہ زندگی کی اقسام کسی بھی قسم کی ہوں اور ان کی Necessary life کیلئے یا انکو زندہ رکھنے کیلئے جو چیز بھی انکو چاہیئے وہ رزق کی تحصیل میں آئے گی۔

ربوبیتِ عالم صرف ایک شخص، ایک فرد یا ایک قوم یا ایک حیثیت کے اجناسِ غذائیہ پر نہیں ہے بلکہ اگر سورج کو اپنی زندگی کیلئے اٹھارہ ہزار ایٹم فی سیکنڈ چاہئیں تبھی اس کی حرارت قائم رہتی ہے تو سورج کا رزق ان دھماکوں اور حادثوں میں ہوگا، اس مسلسل ایٹمی Reaction میں ہوگا جو سورج کو زندگی دیتا ہے۔ اسی طرح چاند کا رزق اگر اس کو سورج کی روشنی مستعار نہ ملے اور اس کے وجود کو منور نہ کرے تو چاند کا وجود ختم ہو جاتا ہے اس لئے چاند کی روشنی وہ انعطاف ہے جو سورج کی حیثیت سے اسے ملتا ہے۔ اسی طرح درختوں کی زندگی کاربن ڈائی آکسائیڈ میں ہے۔ ہماری زندگی آکسیجن میں ہے، تو رزق اتنا متنوع، اتنا عجیب و غریب ہے کہ کسی بھی چیز پر جب آپکا

Survival ہوگا، کسی بھی چیز پر جب کسی بھی چیز کا وجود ہوگا تو اس کو ہم رزق کہیں گے، اس لئے خالی کھانا پینا جو ہماری صف میں ہے، اسکو رزق نہیں کہتے۔ رزق بہت وسیع لفظ ہے اور ربوبیت عالم کا ایک بہت بڑا Choice ہے اور اس کو Differentiate کرنا مشکل ہوتا ہے۔

سوال: نماز جنازہ کے بعد دعا کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا دعا مردے کو فائدہ پہنچاتی ہے؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ دعا زندہ و مردہ ہر حال میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ بہت سے غلط مسائل جو ہمارے اندر پیدا ہو گئے ہیں اس میں سے بعض مسائل تو احمقانہ سے لگتے ہیں مثلاً مرنے سے پہلے ...... مرنے کے بعد ...... دفن ہونے سے پہلے دعا نہیں ہوسکتی اور مرنے کے بعد دعا ہوسکتی ہے یا اس طرح دعا ہوسکتی ہے یا اُس طرح دُعا ہوسکتی ہے ...... تو دعا کے بارے میں ایسی کوئی تخصیص موجود نہیں ہے کہ مرنے سے پہلے نہیں ہوسکتی ...... مرنے پہ نہیں ہوسکتی ...... مرنے کے بعد نہیں ہوسکتی ...... مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے اچھے بھلے عالم ان فضول مسائل میں کیوں الجھے ہوئے ہیں۔

دعا تو وہ چیز ہے جو شاید زندگی اور موت اور پھر موت کے بعد بھی حتیٰ کہ جنت اور جہنم میں بھی مداخلت کرتی ہے۔ جہنم سے بچانے والی دعا ہے، جنت میں مراتب بڑھانے والی دعا ہے اور تمام احادیث اس پر متفق ہیں کہ مرنے کے بعد مردے کو فوائد پہنچانے والی دعا ہے۔ صدقہ بہت ساری چیزوں پر محیط ہے اور سب سے خوبصورت صدقہ دعا ہے۔ کسی کیلئے دعا کرنا احسن ترین صدقات میں سے ہے۔ جب حضرت سعدؓ کی والدہ وفات پا گئیں اور بخاری و مسلم کی یہ صدقہ حدیث ہے اور خواتین و حضرات! یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔ کہ جب ایک عالم کو بخاری و مسلم کی کوئی حدیث Suit کرتی ہوئی لگتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے اور جو ذرا اُس کے ذاتی مسلک کے خلاف جاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ بخاری کی یہ حدیث متفق علیہ نہیں ہے، یہ کمزور ہے۔ حالانکہ یہ Decision ہو چکا ہے کہ بخاری اصح الکتب ہے۔ اگر بخاری غلط ہے تو تمام احادیث کا اجتماع غلط ہو جاتا ہے اور اس کے مختلف Status غلط ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھئے! کہ آج کے دور کا کوئی بندہ یہ اہلیت نہیں رکھتا کہ اُس وقت کی کسی حدیث میں کوئی نقص نکال سکے۔ آپ قبول کریں یا نہ کریں، یہ آپ کی بات ہے مگر اسماء الرجال دس لاکھ انسانوں کا علم ہے جن سے احادیث Collect کی گئیں اور آج کا کوئی بھی انسان اسماء الرجال کی گرفت نہیں لے سکتا، اس لئے یہ بڑا احمقانہ سا عمل ہوگا کہ آج پندرہ سو برس بعد میں یہ کہوں کہ یہ

کذاب ہےیا صحیح ہے۔اسوقت کے Specialists نےیا اس وقت کے محدثین نے جو رائے دے دی ہے ہم اس کو نہ صرف فائنل قبول کریں گے بلکہ امام مسلم بن حجاج جو ایک Specialist ہیں،انہوں نے بخاری کے بارے میں ایک جملہ کہا کہ خدا کی قسم! یہ "پیغمبرفی الحدیث ہیں" ۔کہ اگر حدیث میں پیغمبر ہوتے تو وہ بخاری ہوتے، پھر ان کی نیات دیکھنی پڑتی ہیں، پھر ہمیں تصدیق کرنی پڑتی ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیحین ہیں اور پھر اصح الصحیحین بخاری ہے۔اس کے بعد کسی حدیث کا سمجھ نہ آنا کوئی اور بات ہے، کسی حدیث کے مفہوم کو نہ پانا کوئی اور بات ہے۔ میں آپ کو صرف اپنی ذاتی تحقیق کی وضاحت کردوں کہ بخاری، مسلم اورابی داؤد میں میں نے کوئی حدیث غلط نہیں پائی اور جو بھی ان پر اعتراضات ہیں مجھے کم علمی کے باعث لگے، ناقص لگے،اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت سعدؓ کی وہ حدیث فائنل ہےاور جب وہ صحیح ہےتو پھر کیا سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ مردے کوثواب پہنچتا ہے کہ نہیں،زندے کو پہنچتا ہے کہ نہیں ......

کہ جب حضرت سعدؓ پیش ہوئے حضورگرامی مرتبت کے حضور......فرمایا: "یارسول اللہ ﷺ! میں باہر تھا،میری والدہ فوت ہوگئیں،انکو دفنا دیا گیا،اب اگر میں ان کیلئے کوئی کارخیر کروں توان کوثواب پہنچے گا کہ نہیں"......فرمایا آپ ﷺ نے:"نَعَمْ "(ہاں)......خواتین و حضرات!بڑی عجیب سی بات ہے کہ جیسے پیغمبرکی آنکھ ان تمام فتنہ،سوال کو دیکھ رہی تھی جو پندرہ سو برس بعدآنے تھے،توا س جواب میں ایک لفظ بھی نہیں Add کیا گیا،فرمایا: "نَعَمْ"(ہاں)کوئی اشتباہ نہیں چھوڑا گیا،سیدھا جواب دیا گیا۔حضرت سعدؓ نے کہا:"یارسول اللہ ﷺ گواہ رہیئے کہ میں نے اپنا فلاں باغ اپنی والدہ کیلئے صدقہ کیا"۔ یہ احادیث موجود ہیں پھر مجھے کوئی ضرورت نہیں محسوس ہوتی کہ میں کسی اور عالم کے پاس جاکر سوال کروں، البتہ اس سے زیادہ ایک خوبصورت حدیث ہے:

ایک شخص آیا اور کہا: "یارسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی نیت کی اور وہ فوت ہو گئی،اب اگر میں اس کیلئے حج کروں تو کیا اس کوثواب پہنچے گا؟"تو حضور ﷺ نے ایک جواب دیا جو آپ کو بڑا اچھا لگے گا،پوچھا: "اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور وہ مر جاتا، پھر تو اس کے مرنے کے بعد اس کو ادا کرتا تو وہ ادا ہوتا کہ نہ ہوتا"۔اب ذرا اپنی عقل سے جواب دیں کہ اگر وہ ادا ہوجاتا ہےتو پھر ثواب بھی اس کو پہنچے گا۔

خواتین وحضرات! ایک تیسری اتنی مستند حدیث نہیں، مگر بڑی خوبصورت حدیث ہے کہ جنت میں ایک Low grade مکان میں رہنے والے ایک شخص کو بلایا گیا۔ جنت میں مکانات تھوڑے تھوڑے مختلف ہیں مگر ہیں سارے خوبصورت۔۔۔۔۔ دنیا سے تو بہر حال بہتر ہیں یعنی اسکا کم ترین مکان بھی آپ کے Windsor palace سے بہتر ہے۔ تو ایک Low grade house میں رہنے والے ایک شخص سے کہا گیا کہ چل بھئی! تیری پروموشن ہوگئی ہے تیرا Grade بھی بہتر ہوگیا ہے اور تیرا گھر بھی تجھے نیا الاٹ ہوگیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی ایسا کام نہیں کیا، کوئی اچھی بات نہ کی، پھر یہ کیسے ہوا ہے، تو کہا گیا کہ تو نے پیچھے ایک بیٹا چھوڑا تھا، اس نے تیرے لئے بہت خیرات کی، بہت قرآن پڑھا، اور تیرے لئے بہت دعا کی ہے اور تجھے اسکا ثواب پہنچایا ہے، اللہ نے قبول کیا ہے اور جنت میں تیرا ایک درجہ بڑھا دیا ہے۔

خواتین وحضرات! ایک آخری بات۔۔۔۔۔ کچھ محبتوں میں پشیمان لوگ جنت میں بھی اداس ہوں گے۔۔۔۔۔ روز فکر مند۔۔۔۔۔ باپ جہنم میں۔۔۔۔۔ اماں جان وہاں سڑ رہی ہیں، بیٹے نے جنت لے کر کیا کرنی ہے یا بیٹے آگ میں پڑے ہیں۔۔۔۔۔ بھلا کیا خاک خوشی نصیب ہوگی۔۔۔۔۔ تانک جھانک تو چلتی رہتی ہے، جنت والے اُدھر بھی جھانک لیتے ہیں، جہنم والے جنت کو دیکھتے رہتے ہیں اور جنت والے ذرا خوف زدہ ہو کر دیکھتے ہیں کہ اگر اچھے کام نہ کرتے تو ہم بھی اُدھر ہوتے۔

یہ تانکنا جھانکنا کبھو نہ گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا

اس تانک جھانک میں کچھ لوگ غم زدہ ہو جاتے ہیں۔ کچھ بیویاں اچھی لگتی ہیں اور بہت سی بیویاں اُدھر ہوتی ہیں:

" ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ o وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ "(واقعہ 40,39:56)

(تھوڑے اگلوں میں اور تھوڑے پچھلوں میں سے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "زمانہء آخر میں دجال کے ساتھ زیادہ جوان لڑکے اور عورتیں ہوں گی" کیونکہ دونوں فیشن کے نقال ہوتے ہیں اور جو نقل زیادہ کرتا ہے وہ اصول سے انحراف کرتا ہے، اس میں پائیداری اور استقلال نہیں رہتا۔ Psychologically speaking یہ جو ڈانس، رومانس اور یہ جو الجھنیں ہیں، یہ دجال کی روایات کو زیادہ مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے

ہیں ۔ اسی طرح خواتین کے بارے میں سنیئے! میرے ایک بڑے اچھے دوست ہیں، اہلِ حدیث کے استاد ہیں، حضرت علامہ ساجد میر صاحب میرے بڑے دوست ہیں، میرا بڑا انس ہے ان کے ساتھ۔ میں نے ایک مرتبہ کہا کہ تم نے اتنی عمر جدو جہد کی، علامہ صاحب! لیکن لوگوں کے پائنچے نہ اٹھا سکے لیکن ایک فیشن آیا اور سب عورتوں نے بھی پائنچے اٹھا لیئے...... تو بہتر یہ ہے کہ تم فیشن ایبل طریق سے کوئی حدیث Issue کیا کرو۔ تو خواتین و حضرات! اسی طرح ناخنوں کے مسائل کہ ناخن پر پیالگا، ہو وہ نہ لگا ہو...... ہمارا فقہ بجائے کچھ اچھے اور اعلیٰ مسائل حل کرنے کے فضول اور احمقانہ مسائل میں الجھ گیا ہے اور علماء کے رزق اس پر قائم ہیں کہ لوگوں کی توجہات کو پست ترین مسائل کو لے جاؤ اور انکو اسلام کے بلند تر فضائل کو حاصل نہ کرنے دو۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے مگر علماء کو اس سے بہتر کوئی کام آتا ہی نہیں ہے اور اقبال نے درست کہا تھا:

" دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد"

سوال: کالے علم کے سامنے دعا کی تاثیر کیا حیثیت رکھتی ہے؟

جواب: کالے علم کا بھی ایک اصول ہے جو قرآن میں درج ہے:

"وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰناً فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ" (الزخرف 36:43)

(جب اللہ کے ذکر سے لوگ غافل ہوتے ہیں تو اللہ ان پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتا ہے۔)

پھر اللہ کہتا ہے کہ مجھے اس کی کیا پرواہ جو میرے ذکر سے غافل ہوا۔ اگر تمہیں شیطان ہی چاہیئے تو پھر شیطان کے حوالے۔ پھر جب وہ حوالہء شیطان ہوا تو ایک شیطان اس کے بڑا قریب رہتا ہے:

"فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ"

اور جادو ہے کیا؟ کالا علم کیا ہے اور پیلا کیا ہے......؟ تمام علوم جو انسان کی توجہ خدائے واحد سے ہٹاتے ہیں، علم حقیقت سے ہٹاتے ہیں، توجہ کو اغواء کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم نے لفظ اغواء استعمال کیا ہے۔ شیطان نے کہا کہ میں انکے اوپر سے آؤں گا، نیچے سے آؤں گا، دائیں سے آؤں گا، بائیں سے آؤں گا، میں ان کی ہر سمت سے آؤں گا۔ کروں گا کیا؟ "فَاَغْوَيْنٰهُم" (ان کو اغواء کروں گا۔) راہِ راست سے بھٹکا دوں گا۔ ہلکی ہلکی لغزشیں...... پکی سڑک سے پگڈنڈیوں پر ڈال دوں گا بڑے بڑے اچھے نظارے دکھا کر...... پھر اللہ نے کیا کہا؟ ہاں! تو ضرور ایسا کریگا۔ تیرا حق بھی لکھ دیا میں نے جہنم میں تیرے ساتھیوں کا بھی مگر ایک بات اچھی طرح یاد رکھنا کہ میرے ان بندوں پر تیرا کچھ اثر نہ ہوگا:

"اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ"

کہ جن کے دل میں میرے لئے ذرہ برابر بھی اخلاص ہے، تو ان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔

تو خواتین و حضرات! بہت وسوسے آئیں، بہت شبے پڑیں تو ایک دعا یاد رکھنی چاہیئے کہ:

"اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ"

(میں تو اپنے اللہ پر اور اپنے رسول پر ایمان لایا۔)

اے شیطانِ رجیم! اے پڑوسن! جو دستک دے کر بات کرتی ہے اور اے جادوگر! جو تعویذ تو نے دبائے ہوئے ہیں، میری گلی میں ...... تو میرا کچھ بھی نہیں کر سکتا کہ میں اپنے اللہ اور رسول پر ایمان لایا اور تمام جادو تعویذ قطعاً اثر نہیں رکھتے مگر یہ کہ یہ آپ کے ایمان کی آزمائش ہیں:

" وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ " (البقرہ 102:2)

(ہم نے نہیں اتارے ہاروت و ماروت اس لئے کہ تمہیں جادو سکھائیں۔)

نہیں، بلکہ ہم نے اس لئے کیا کہ جادو کے ذریعے تمہارا ایمان آزمائیں۔ ہم دیکھیں کہ تمہاری رغبتیں اتنی کمزور اور کمتر ہیں کہ تم ان گلی کوچے کے وسوسہ سازوں کی گرفت میں آجاتے ہو یا ہم پر اور ہمارے رسول پر یقین رکھتے ہو۔

" وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ فَلَا تَکْفُرْ " (البقرہ 102:2)

جادوگر اور وہ ہاروت و ماروت، فرشتہ ہائے خداوند، انسانوں کو پہلے سے کہتے تھے کہ دیکھو! ہم پر یقین نہ کرنا۔ کیا عجیب بات ہے...... کیا عجیب بات ہے کہ جو اصول بتایا گیا ہے جادو کا کہ دیکھو ہم پر یقین نہ کرنا، ہم کفر ہیں...... ہم تمہاری آزمائش ہیں......

"اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ"

ہم فتنہ ہیں، ہم آزمائش ہیں، تمہارے یقین و ایمان کی آزمائش ہیں " فَلَا تَکْفُرْ " پس کفر نہ کرنا، ہم پر اعتبار نہ کرنا۔ بول بول کر فرشتے پکار رہے تھے۔ اے لوگو: ہم جادو ضرور رکھتے ہیں، سکھاتے ضرور ہیں مگر ہم پر اعتبار نہ کرنا، اگر ہم پر یقین کرو گے تو برباد ہو جاؤ گے، سب سے بڑی بات کہ خدا جائے گا...... خدا ہاتھ سے جائے گا...... جب خدا ہاتھ سے جائے گا، تو زندگی بھر کیلئے شیطان مسلط ہو جائے گا، اسکا کوئی چیلا چانٹا تمہارے خون میں شریک ہو جائے گا۔ خبردار رہنا...... ان کا کوئی بڑا کام نہیں ہے...... ان کا کام بڑا سادہ سا ہے، جادوگروں کا کام بڑا سادہ ہے۔ ٹونے، ٹوٹکے، تعویزوں سے ان منکر۔ین خدا کا صرف ایک کام ہے...... کہ میاں بیوی کے درمیان فرق ڈال

دینا، گھروں کو خراب کرنا، ہر ایک کو اپنے تشخص کی خبر دینی ...... آزادیاں ...... انا اور تکبرات کے ملے ......

" وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ " (آل عمران 185:3)

یہ غرور ہے آسیب جاہلیت پیدا کرتا ہے، جنوں اور انا پیدا کرتا ہے۔ مرد عورت کو کہے گا کہ تم میرے حق کتاب کے مطابق ادا نہیں کرتی اور خود اس کے حق پورے نہیں کرے گا۔ عورت مرد کو کہے گی کہ اللہ نے یہ حکم دیا ہوا ہے میرے بارے میں ...... یہ غفلتیں ...... یہ تمام تجاہل ...... یہ تمام تغافل اللہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ آپ کی کم فہمی کی وجہ سے ہے، اس لئے ملائکہ فرمایا کرتے تھے کہ مت ہمارے قریب آؤ ہم تمہاری آزمائش ہیں اور ہم کسی کو علم نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ لیں کہ اس کا فائدہ ہے یا اس میں نقصان ہے۔ اللہ نے ایک فیصل آیت میں یہ بتا دیا۔

" وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ " (البقرہ 102:2)

(اور وہ سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان دینے والی ہے اور جو نفع نہیں دے گی۔)

کہ تم کیوں اس بات کو سیکھتے ہو جس کا کوئی نفع نہیں ہے اور اگر اسے مانو گے تو اسکا نقصان ہی نقصان ہے

سوال: اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور نبی پاک ﷺ بانٹتے ہیں تو کیا ہم حضور ﷺ سے مانگ سکتے ہیں؟ بعض لوگ کام شروع کرنے سے قبل یا علی مدد اور یا غوث اعظم مدد وغیرہ کے الفاظ پکارتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے یا شرک ہے؟

جواب: اگر تو محبت سے پکارتے ہیں تو جائز ہے اور اگر مانگنے کیلئے پکارتے ہیں تو پھر ناجائز ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ایک بہت بڑی جنگ لڑی ہی اس بات پر گئی تھی کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا تھا۔ رجنالڈ، والئی کرک نے ایک مسلمان قافلے پر حملہ کیا۔ اس میں صلاح الدین ایوبی کی بہن بھی تھی، اس کی بیٹیاں بھی تھیں۔ جب اس قافلے کو چھیڑا تو اس کی بہن نے کہا: "واے محمداہ" کہ اے محمد کہاں ہو، ہماری مدد کو آؤ تو رجنالڈ نے کہا کہ آج محمد تو کیا اسکا اللہ بھی تمہیں میرے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا، جب صلاح الدین کو خبر پہنچی تو بہن کا برا نہیں منایا، اس گستاخ پر اس کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے قسم کھائی کہ باقیوں کو ماروں نہ ماروں، اِس گستاخ رسول ﷺ کو اپنے ہاتھ سے ماروں گا پھر اللہ نے اسے وادئ Hittin کی فتح دی تو اس نے رجنالڈ کو اپنے ہاتھوں سے واصل بالنار کیا۔

پکارنا تو کوئی پرابلم نہیں مگر عقل تو فرق کرنے کے قابل ہے۔ عقل کو پتہ ہونا چاہئے کہ ہم نے کس سے کیا چاہنا ہے۔ یہ حیثیت تو آپ کے اذہان کی ہے کہ دینے والا تو اللہ ہے اور اگر رسول ﷺ سے یہ کہو اور غوث سے یہ کہو کہ اے غوث ہمارے لئے دعا کرنا کہ اللہ ہمیں یہ عطا کر دے تو فقرہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب آپ یہ کہو کہ اللہ چاہے نہ چاہے، غوث! تو مجھے عطا کر دے تو فقرہ غلط ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ کی ادائیگی کا انداز ہے۔ ایک ہی لفظ ہے جو جہالت کی تعبیر ہے اور ایک ہی لفظ ہے جو دستارِ فضیلت باندھ دیتا ہے۔

سوال: کیا غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے مثلاً گیارہویں شریف، پیروں فقیروں کے نام نیاز وغیرہ

جواب: Basically تمام نذر و نیاز ایصالِ ثواب ہے، جیسے غالب نے کہا کہ اگر میں حج پر گیا تو اس کا تمام ثواب حضور ﷺ کی نذر کروں گا۔ بلکہ حکم ہوا کہ اگر آپ کے پاس کچھ نہ ہو تو رات کے کھانے پر بھی فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب اپنے مرے ہوئے ماں باپ کو بھیج سکتے ہو۔ بخاری میں نے آپ کو Quote کر دی، مسلم اور ابی داؤد میں بھی ثواب پہنچانے کا عمل میں نے آپ کو Quote کر دیا ہے، اس میں قطعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ باقی اگر آپ ایصالِ ثواب کی نیت نہیں رکھتے تو پھر کیا نیت رکھتے ہو؟ ایسا مجھے پتہ نہیں لگتا...... فرض کرو اگر کوئی بکرا ذبح کر رہا ہو اور کہتا ہو

کہ اللہ کے نام پر بکرا ذبح کرتا ہوں اور نیت یہ ہے کہ اسکے گوشت کا ثواب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو پہنچے تو کون سا ایسا محدث ہے جو اسے غلط قرار دے؟ کون شخص اسے غلط کہتا ہے؟ اور کیسے؟ غیر اللہ کہاں سے ہوا؟ بکرا تو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے مگر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ! یہ بکرا تیرے نام پر ذبح کرتا ہوں، تو اپنا ثواب خود ہی اپنی نذر کر لے۔ کیا فضول سا Sentence ہے! تو جب تک آپ کا لفظ درست نہ ہوگا، جب تک لفظ خیال کا ساتھ نہ دے گا تب تک عمل درست نہ ہوگا۔ آج حج میں جو بکرے ذبح ہو رہے ہیں تو تمام تر ثواب سنتِ ابراہیمؑ کو جا رہا ہے یا حضرت ابراہیمؑ کو جا رہا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ غیر اللہ کی ٹرم اسی وقت استعمال ہوگی جب کوئی چیز وشنو کے نام پر ذبح ہوگی، شیوا کے نام پر ذبح ہوگی، جب کسی مسلمان کے نام پر ذبح ہوگی یا غیر مسلم کے نام پر ذبح ہوگی۔

جامعہ اظہر اور سعودی علماء نے ایک فتویٰ Issue کیا ہے کہ اگر غیر اللہ کی ذبح کی ہوئی چیز آپ کے سامنے آ جائے......غیر اللہ تو کیا......وہ تو نام ہی نہیں لیتے کسی کا......انہوں نے تو بلیڈ مارا اور چیر دیا They are not interested in reading the neeatt. اگر آپ کے ہاتھ میں ایسا کوئی گردن کٹا آ گیا ہے تو آپ اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لو اور کھا جاؤ......اب یہ فتاویٰ Issue ہو گئے ہیں، بہر حال یہ تو اہلِ فقیہہ کی ہمت ہے اور ہم یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ ان فتاویٰ کو علم کا درجہ مل سکتا ہے یا نہیں مل سکتا لیکن Normally جیسا میں نے آپ سے پہلے عرض کیا کہ صرف آپ کا جملہ فرق ڈالے گا کہ یہ غیر اللہ کے نام ہے یا اللہ کے نام پر......"وسبح ربک العظیم"۔

سوال: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ سخت گرمیوں میں جو لوگ روزہ رکھنا چاہیں وہ رکھیں اور جو نہ رکھنا چاہیں وہ نہ رکھیں۔ کیا یہ معاملہ آپ نے صرف سفر کیلئے فرمایا تھا کہ عام زندگی کیلئے بھی؟

جواب: عام زندگی کیلئے تو یہ استطاعت پر ہے۔ روزہ استطاعت پر ہے، جسمانی استطاعت پر ہے۔ فرض کیجیے کہ ہمارے بہت سارے لوگوں کو درد گردہ ہے They have a medical advice, اور بظاہر وہ ٹھیک بھی ہیں۔ But can'nt keep fast. ویسے بھی اگر کسی موسم میں حدت بڑھ جائے تو Local تصرفات فقہ کے کہتے ہیں......جیسے جمعہ کا دن تھا، بادل تھے اور کیچڑ تھا مدینہ میں تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مسجد ہی سے اعلان کروایا کہ لوگو! آج جمعہ کے لئے مسجد نبوی میں مت آنا، اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو......کیونکہ ظاہر ہے اس

مسجد کا کیا حشر ہوگا، جب سب کچھ لیکر امیں آئیں گے اور میرے خیال میں نماز سے زیادہ کپڑے جھاڑنے میں وقت گزاریں گے۔ اسی طرح ابھی پچھلے دنوں شاید آپ کی توجہ سے یہ بات گزری ہوگی کہ الجزائر اور مراکش میں بڑی سخت گرمی پڑی تو I appriciate that scholar of religion. کہ اس نے اعلان کیا کہ اتنی سخت گرمی ہے کہ Survival مشکل ہے تو اے مسلمانو! روزہ نہ رکھو۔ اس سے پیشتر بھی سخت حالات میں جیسے معرکہ عین جالوت میں جنگ ہونے والی تھی تو امام ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا کہ اے لوگو! آج مشقت کا دن ہے تلوار چلانے کا دن ہے تو بھوکے ایسا نہ ہو کہ تم غش کھا جاؤ تو آج روزہ نہ رکھو...... اسلئے In exceptional conditions decisions can be made. مگر ایک اور بات بھی ہے، اس پر غور کیجئے، وہ ہے روزے کا فدیہ یعنی کیا آسان سا اس میں ذکر ہے، جو اللہ نے کہا کہ:

"فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" (البقرہ184:2)

یعنی اگر آپ روزہ نہیں رکھ سکتے ہو تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دو۔ اگر آپ بھوکے نہیں رہ سکتے ہو تو ایک بھوکے کو کھانا کھلا دو۔ This is a very handsome treatment. یہ بڑا ہی خوبصورت صلہ ہے مگر ایک بات کا مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ سخت گرمیوں کے مہینے میں جب رمضان کے دن ہوں اور میں سڑکوں سے گزرتا ہوں تو کراچی سے لے کر پشاور تک سارے ہوٹل بند...... یہ میں اپنے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں تو گزشتہ ساٹھ برس سے روزے رکھتا چلا آ رہا ہوں اور میری یاداشت میں کوئی روزہ ایسا نہیں ہے جو کہ نہیں ہے...... روزہ ہی ہے مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کراچی سے پشاور تک سارے ہوٹل بند ہیں اور عنوان لگا ہوا ہے کہ "احترامِ رمضان" بھئی کیا یہ فضول سا احترامِ رمضان خدا کی اس آیت پر بھاری ہے کہ جس میں اللہ نے کہا:

"فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضاً اَوْعَلٰى سَفَرٍ" (البقرہ184:2)

کیا عجیب بات ہے کہ منہ دکھاوے کی خاطر، ایک دوسرے کی Respectability قائم رکھنے کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے۔ اس سے مذہب کو کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر کوئی مسافر جا رہا ہو اور کوئی روزہ دار اس کو پانی پلا دے تو میرا خیال یہ ہے کہ روزے دار کو زیادہ ثواب ہوگا بہ نسبت اس کے کہ پانی پیتے ہوئے وہ بے روزہ دار کو اینٹ نکال کر مار دے......

خواتین وحضرات! ایک حدیث رسول ﷺ ہے اور غور کیجئے کہ کیا آج کل کے

مقدس حالم اس بات کی اجازت دیں گے کہ جب ایک غزوہ پر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو روزہ دار تھے اور وہ اصحاب بھی جو روزہ دار نہ تھے۔ ان لوگوں نے یہ سوچا کہ ہم رسول کے ساتھ جا رہے ہیں، ہمیں تو بڑا پاکباز ہونا چاہئے، چھ مرتبہ وضو کرنا چاہئے، صائم الدھر ہونا چاہئے، روزے رکھنے چاہئیں مگر ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے رخصت لی ہوئی تھی۔ جب لشکر نے پڑاؤ کیا تو بے روز پہلے اٹھ گئے، وہ فریش تھے، انہوں نے خیمے لگائے، بستر بچھائے، پانی چھڑکا اور اس پر مسندیں لگائیں اور آواز دی کہ اے ہمارے روزہ دار بھائیو! آؤ اور آرام کرو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج تو روزہ نہ رکھنے والے روزہ داروں پر بازی لے گئے۔ یہ تو ہے دین......

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ" (الحج 78:22)

(اور نہیں رکھی تم پر دین میں کوئی تنگی۔)

ہم نے تو کوئی سختی نہیں رکھی ہوئی۔ "مولوی نور دین" نے سختی رکھی ہے تو رکھ لے...... یہ کیا مذہب ہے جو پیش کیا جا رہا ہے؟ میں آپ سے قسمیہ کہتا ہوں I have found the religion is the most easy way to follow, easiest path to walk on. اس لئے کہ مجھے اللہ کا یقین ہے، اس لئے کہ جب اللہ یہ فرماتے ہیں:

"طٰهٰ — مَا اَنْزَلْنَا الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى" (طٰہٰ 2:20)

(ہم نے قرآن کو مشقت کیلئے نہیں اتارا۔)

تو وہ آپ کا بوجھ کیسے بن سکتا ہے؟ وہ آپ کے کسی بھی کام کیلئے مصیبت کیسے بن سکتا ہے؟

میں نے آپ سے عرض کیا کہ اسلام کے ہر قانون میں استثناء ہے۔ قتل میں استثناء ہے۔ قتل سے بڑا کیا جرم ہو سکتا ہے مگر وہاں دیت کی صورت میں استثناء ہے، وہاں بھی اگر وارث معاف ہو جائیں تو چند پیسے لیکر اور خدا کے واسطے بھی قتل کو معاف کر سکتے ہیں تو کیا روزہ نہ رکھنا قتل سے بڑا جرم ہے؟ یہ بڑے جرم ہیں؟ پھر اگر ایک عام بندہ قتل سے بڑے جرم کو معاف کر سکتا ہے تو اللہ کیا اتنا چھوٹا ہے کہ آپ کی چھوٹی خطائیں بھی معاف نہیں کر سکتا۔ یہ کون بدگمان ہیں جو اللہ پر اتنی بری نظر رکھتے ہیں؟ اس بدو سے بھی اتنے کمتر کہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! "قیامت میں حساب کون لے گا؟" فرمایا: "اللہ خود" وہ ہنسا اور ہنس کر چل دیا۔ فرمایا: "بلاؤ! اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی۔" وہ لوٹا، پوچھا: "میاں! تو ہنسا کیوں؟" کہا:

"یارسول اللہ! دیکھا ہے کہ زمین پر جب عالی ظرف حساب لیتے ہیں تو آسان لیتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ سے بڑا عالی ظرف کون ہوگا؟......

غور فرمایئے کہ دین کو سمجھنے والے کیسے دین سمجھتے ہیں......اور "ملّا نظام الدین" کیسے سمجھتے ہیں......آپ کا دین کتنا آسان، کتنا آزاد، کتنا مشقتوں سے آپ کو بچانے والا ہے اور دین کے Followers دیکھئے کہ کیسے آپ سے سلوک کر رہے ہیں۔ I don't blame them at all. مگر ان کو اپنی علمیت واضح کرنی چاہیئے اور ان کو کشادہ طبیعتوں سے دین کو پیش کرنا چاہیئے۔

سوال: ایک فوت شدہ شخصیت کیسے دعا میں شامل ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو نبی کریم ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کیا صحابہ کرامؓ انکو اپنی دعاؤں میں شامل کیا کرتے تھے۔ اگر ایسا ہے تو کوئی حوالہ دیجئے۔

جواب: کمال ہے! آپ ذرا غور کیجئے کہ جو درود رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا، وہ تو قیامت تک ان کی آل و اولاد کے لئے بھی اسی طرح جاری و ساری ہے۔ جب آپ کہتے ہو:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ"

ان میں سے تو اب تک ہزاروں فوت ہو چکے ہیں تو پھر "فوت" کیا ہوا؟ کوئی بھی نہیں مرتا۔ کافر بھی نہیں مرتا۔ مسلمان کیسے مرے گا؟ پھر موت کے حالات ہیں۔ بڑے لوگ کہتے ہیں کہ "لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی" اور یہ نہیں غور کرتے کہ قرآن کی آیت لاگو کن پر ہوئی، فرمایا: اے رسول! ان زندوں کو کیا سبق سمجھاتا ہے، ان اہلِ کفر مکہ کو کیا پڑھاتا ہے۔ "لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی" (مردے بھی کہیں سنتے ہیں۔) تو خواتین و حضرات! بڑا پرابلم یہ ہے کہ لوگ سوچتے نہیں کہ آیت کا اطلاق کس پر ہے۔ "لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی" کا اطلاق زندوں پر ہے، یعنی خدا زندوں کو مردہ کہہ رہا ہے کہ اے پیغمبر! اے میرے رسول! تو ان کو کیا سبق دیتا ہے، یہ تو مرے ہوئے لوگ ہیں اور مرے ہوئے بھی کبھی سنتے ہیں......یعنی خدا نے جو مثال دی ہے وہ Common انسان کے حوالے سے دی ہے۔ اللہ کو پتہ ہے کہ مردے سنتے ہیں......مجھے پتہ ہے کہ نہیں سنتے......اللہ تو ان پر عذابِ قبر دے رہا ہے، اللہ تو ان کو دوزخ اور جنت کے رستے دے رہا ہے، اللہ کے علم میں تو مردے بھی سنتے ہیں، میرے علم میں نہیں سنتے، تو خدا نے میرے علم کے مطابق آواز دی ہے کہ "لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی" کہ اے پیغمبر! جیسے رسم رواج دنیا ہے کہ بھلا مردے بھی کوئی سنتے ہیں

اور یہ لوگ جو اللہ کو ماننے والے نہیں ہیں، یہ مردہ ہیں ...... تُو ان کو کیا سنائے گا، یہ تو مرے ہوئے لوگ ہیں۔

خواتین و حضرات! میں اپنی طرف سے کوئی فلسفہ نہیں دے رہا، جب شیبہ مر گیا، عتبہ بن ربیعہ مر گیا، جب عمر بن ہشام ابو جہل مر گیا تو کفار کے سردار ایک گڑھے میں ڈالے گئے...... یہ بخاری ہے، مسلم ہے، ابی داؤد ہے، صحاح ستہ کی حدیث ہے ...... تو حضور ﷺ اس گڑھے پر پہنچے، کہا: "اے عتبہ ......! اے شیبہ ......! اے عمر بن ہشام ......! جو اللہ نے ہم سے وعدے کئے وہ پورے ہوئے"؟ یہ بتاؤ جو تم سے وعدے ہوئے، کیا پورے ہوئے؟ اُس وقت کا سب سے بڑا Sceptic philosopher ہر بات میں تجسس کرنے والا، عمر بن خطاب کھڑا ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ! کن سے باتیں کر رہے ہو؟ یہ کیا باتیں آپ کر رہے ہیں؟ آپ ان کو آواز دے کر خطاب کر رہے ہیں؟ یا رسول اللہ! مردے بھی کبھی سنتے ہیں؟" فرمایا: "تم سے بہتر سنتے ہیں، مگر جواب نہیں دے سکتے"۔

اس کے بعد خواتین و حضرات! اتنی بڑی شہادتیں ...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں مشہور ہے کہ گھنٹوں قبرستان میں کھڑے رہتے تھے ...... گھنٹوں ...... اور بڑی لمبی لمبی باتیں کرتے تھے۔ ایک بات اور میں آپ کو بتاؤں کہ مسائل میں منافقت نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں ہمارے بہت سارے ایسے مقدسین موجود ہیں جو "سمع موتی" کے تو خلاف ہیں مگر آپ کو حیرت ہوگی کہ کشفِ قبور کے بڑے قائل ہیں۔ وہ یہ تو آپ کو بتا دیں گے کہ قبر میں فرشتے جنابِ مردہ کے ساتھ مار پیٹ کر رہے ہیں، انکو جوتے لگا رہے ہیں ...... یہ کھڑے ہو کر ان کو پتہ لگ جاتا ہے بڑے بڑے متقی اہلِ حدیث اور بڑے بڑے متقی اہلِ دیوبند اور بڑے بڑے متقی بریلی، ان کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں، تمام کشفِ قبور کے بڑے قائل ہیں کیونکہ وہ انکے ذاتی، ترفع کی اور تقدس کی ایک علامت بن جاتا ہے۔ "مردے نہیں سنتے" ...... مگر قبر میں عذابِ قبر یہ سن لیتے ہیں۔ یہ ہے ان کی علمی منافقت کی ایک زندہ مثال ......

مردہ کوئی بھی نہیں ہوتا۔ یہ حقیقت یاد رکھیں کہ انسان ازلی نہیں ہے، ابدی ضرور ہے۔ یہ ازل سے نہیں ہے مگر ابدیت تک اس نے جانا ہے اور رستے میں اسے کوئی موت نہیں ہے۔ ٹھہراؤ ہے ...... سکوت ہے ......

"مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ" (البقرہ 36:2)

(زمین پر کچھ عرصہ ٹھہرو، استقرار پکڑو، اس میں تھوڑا فائدہ ہے۔)

اللہ کو چاہیئے تھا کہ انسان کو کہتا کہ تمہیں ہم نے مرنے کیلئے زمین پر بھیجا ہے۔ وہاں ٹھہرو......! اور......مرو......! یہی کہنا تھا نا اسے......مگر اللہ نے یہ نہیں کہا۔ اللہ نے کہا: مستقر ہے، مقام ہے اور ہم جانتے ہیں:

" وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا" (ھود 6:11)

ہمیں پتہ ہے کہ کس کا رزق کتنا ہے، اسے کہاں ٹھہرا ہے، کہاں سونپا جانا ہے:

" كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ" (ھود 6:11)

(ہم نے اسے پہلے سے لکھ رکھا ہے۔)

یہ زندگی اک سفر کا وقفہ ہے

اور آگے چلیں گے دم لے کر

یہ دم لینے کا وقفہ ہے۔ موت آپ غلط معنوں میں لیتے ہو۔ سب سے خوبصورت بات، موت پر، جو میں نے سنی، قطب الاقطاب، غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ہے کہ جب ان کے بیٹے نے ان سے پوچھا کہ "یا شیخ! سکرات کا کیا عالم ہے؟" اس وقت وہ سکرات میں تھے اور ہوش میں تھے۔ فرمایا: "موت نہیں، میں خدا کے علم میں حالت بدل رہا ہوں۔" ماشاءاللہ لا قوۃ الا باللہ

سوال: آپ نے کہا کہ دعا سے لوحِ محفوظ تبدیل ہو جاتی ہے۔ عمر طویل ہو جاتی ہے تو کیا اللہ کا علم مکمل نہیں ہے جو اسے لوحِ محفوظ میں تبدیلی کرنی پڑے؟

جواب: سبحان اللہ! یہ بات کہاں سے لازم قرار آئی...... میں آپ کو حضرت ذکریا کی مثال دے رہا تھا کہ علمی طور پر یہ Impossible ہے کہ بیچ میں تقریر کا وقت ختم ہو گیا تو اللہ نے اپنے بندے سے یہ کہا کہ اگر Impossible تھا تو تم دعا کیوں مانگ رہے تھے کہ اللہ کچھ دے...... کچھ دے...... کچھ دے اور اب اگر میں نے تجھے بچے کی خبر دے دی ہے تو یہ کیوں کہتا ہے کہ کیسے ہو گا۔ تم اپنے اللہ کو کیوں Limit کر رہے ہو، او! یہ کیوں نہیں کہتے کہ تیرا رب جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ اس ہستی، اعلیٰ وارفع کے (ابوالاعلیٰ کے نہیں) اس مقدس کے، اس محترم کے، اس خالقِ ازل، مالکِ ابد کے اختیارات کو، یہ اختیار اللہ کا کوئی بھی نہیں چھین سکتا کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ" (الحج 18:22)

(بے شک اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔)

تو لوحِ محفوظ کیا چیز ہے جی......!

سوال: اللہ تعالیٰ اپنے کس بندے کی دعا سب سے پہلے قبول کرتا ہے؟

جواب: محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا......

سوال: Fatality پر یقین رکھتے ہوئے ہر شے کیلئے دعا ٹھیک ہے، اگر ہاں تو پھر ہمارے اختیار کا فائدہ؟ کمیونسٹ یہ کہتے ہیں کہ دعا صرف اور صرف Containment ہے کہ لوگ Rebel نہ ہو جائیں۔ کیا دعا سے ظلم اور ظالم ختم ہو جائے گا یا دوا سے......؟

جواب: بات یہ ہے کہ جو یہ رائے دینے والے تھے، وہ ہی ختم ہو گئے ہیں۔ کمیونزم، بالشوازم، لیو ٹرانسکی سے لے کر...... یہ اس سے پہلے بھی آیا تھا۔ Mannikins were the first communists of the world. دو ڈھائی ہزار سال پہلے...... تقسیمِ حال، تقسیمِ زندگی، تقسیمِ مواقع، بلکہ Mannikins کے ہاں ہر چیز قابلِ تقسیم اور Equal property تھی، اس میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ یعنی ابھی جو بے حجابی شروع ہے، پہلے بھی آئی تھی اور مزدک (Manni) کی بدقسمتی کا یہ عالم ہوا کہ اسے نوشیروان کی بہن کو بھی اپنے گروپ میں شامل کر لیا اور پھر ظاہر ہے کہ بادشاہ کی غیرت کا وہ سامنا نہ کر سکے۔ بادشاہ نے ایک باغ کھدوایا، چھوٹا سا تنگ دروازہ رکھا۔ ایک آدمی اسمیں داخل ہوتا تھا اور دوسری طرف سے اس سے نکلتا ہوتا تھا تو اس طرف سے داخل ہوتے سب کو دیکھا گیا، نکلتے ہوئے کسی کو نہ دیکھا گیا۔ اندر بڑے بڑے گڑھے کھدوائے گئے تھے اور جب وہ لوگ اس گڑھے میں گرتے تو ان کو ماردیا جاتا۔ تو Mannikins اس طرح ختم ہوئے۔ یہ کمیونسٹ حضرات اب ختم ہوئے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دعا کا تعلق غربت اور امارات کسی شے سے نہیں ہے۔ بڑی خوبصورت ایک حدیثِ رسول ﷺ ہے "جب تم افلاس میں، عاجزی میں دعا مانگتے ہو تو زیادہ خوشحالی میں بھی مانگا کرو۔" کہ جو شخص خوشحالی میں دعا مانگتا ہے، اللہ اس کی مصیبت اور غربت میں زیادہ قبول کرتا ہے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ کیا دعا حالات بدل دیتی ہے تو اس کا جواب، اتفاق دیکھئے کہ اللہ نے خود دیا ہے کہ اہلِ کفر کے مقابلے میں بظاہر ہم جیسے یا ہم سے بدتر مسلمان تھے تو اہلِ کفر مسلمانوں کو طعنہ دیتے تھے کہ ہمارے پاس مال ہے...... اسباب ہیں...... F-16 اور 18 ہیں...... 23 ہزار ایٹم بم ہیں...... تمہارے پاس کیا ہے؟ تو دعا مانگنے والے کہتے تھے:

"لَا مَوْلٰی لَهُمْ" (محمد 11:47)

(تمہارا اللہ تو نہیں ہے نا!)

ہمارے پاس اللہ ہے...... ہمارے پاس کوئی ہے، جس سے ہم دعا مانگتے ہیں۔ ہمارا اللہ ساری چیزیں بدل سکتا ہے۔ ہر شے کی نوعیت بدل سکتا ہے۔ فطرت بدل سکتا ہے۔ تخلیق کے باعث بدل سکتا ہے اور اسنے پہلے کئے ہیں۔ تین سو برس کی سلطنت فوج کے ہاتھ سے نہیں اجڑی، مجاہدینِ اسلام کے ہاتھ سے نہیں اجڑی، Communist revolution سے نہیں اجڑی۔ فراعنہ مصر کی تین سو برس کی حکومت ایک فردِ واحد کی دعا سے اجڑ گئی اور عبدالمطلب کے تو اسلام کا بھی پتہ نہیں تھا، مگر جب وہ اپنے اونٹوں کیلئے گئے تو ابرہہ اشرم نے کہا: "اے عبدالمطلب! میں سوچتا تھا کہ تُو استدعا لے کر آئے گا، تو میرے حضور یہ دعا لے کر آ ئیگا کہ کعبہ کی جان بخشی کر اور تُو اپنے اونٹوں کیلئے آیا ہے۔" تو عبدالمطلب نے کہا کہ دیکھو اونٹ میری ملکیت ہیں، یہ میرا مال ہے میں اُس مال کیلئے آیا ہوں جس پر میرا حق ہے۔ کعبہ اُس کا مال ہے۔ حفاظت کرنی ہوئی تو کر لے گا، تُو فکر نہ کر اور پھر اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ...... اور آپ غور سے دیکھئے! بہت بڑے بڑے حادثے، بہت بڑی بڑی حکومتوں کا پلٹاؤ دعا سے ہوا۔

حصنِ حصین کے مصنف "شیخ محمد بن عبدالرحمٰن الجزری" اُس وقت دمشق میں تھے اور ڈیڑھ لاکھ منگولوں کا لشکر دمشق کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ اندر عورتیں تھیں، بوڑھے تھے، بچے تھے، پلک جھپکنے کی بات تھی...... رات گزرنے کی بات تھی اور صبح تمام دمشق اسی طرح قتل و غارت کا شکار ہوتا جیسے پہلے بغداد ہوا تھا۔ شیخ نے اللہ کے حضور دعا مانگی اور تحفہ پیش کیا، حصنِ حصین کا تحفہ پیش کیا، حضور ﷺ کی ساری دعاؤں کو مختلف احادیث سے جمع کر کے نئی کتاب تخلیق کی تا کہ مسلمانوں کو اپنے رسول کی دعاؤں کو پڑھنے میں آسانی رہے۔ اسکا نام حصنِ حصین رکھا، یعنی "سب سے مضبوط ترین قلعہ" کہ سب سے مضبوط حفاظت دعا کی ہے" قلعوں کا قلعہ" پھر فرمایا: رات رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ حضور ﷺ نے شفقت فرمائی، کتاب قبول کی __ یہ بہت بڑی بات ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اس کتاب کو اللہ کے رسول نے قبول کیا، اپنی دعاؤں کی اس Collection کو اللہ کے رسول نے قبول کیا۔ کوئی گھر اس سے خالی نہیں ہونا چاہئے __ شیخ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب کو قبول کیا۔ اور مجھے بائیں ہاتھ لیا...... تو شیخ جزری جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث ہیں فرماتے ہیں کہ اہلِ عرب اسے بائیں بغل لیتے ہیں جس کی حفاظت مقصود ہو اور فرمایا: " فکر نہ کر۔ یہ اندیشہ و آلام دور ہوں گے۔" ...... اور ...... تاریخ

This is called the most کہ یقین جانیئے کہ ــــ آج تک پتہ نہیں چل سکا ــــ کو آج تک پتہ نہیں چل سکا
کہ اس رات منگول لشکر decisive moments in the history of Islam.
محاصرہ اٹھا کر کیوں چلا گیا تھا۔ آج تک پتہ نہیں چل سکا ــــ مگر ہمیں پتہ ہے۔ اس کتاب کا پتہ ہے۔ اسکے مصنف کا پتہ ہے۔ اُس کی دعا کا پتہ ہے۔

اگلے برس وہ پھر آیا، جان بخشی نہیں کی اس نے، جس رات دعا مانگی گئی، اس رات وہ چلا گیا، اگلے سال قزلیونہ پھر آیا، ڈیڑھ لاکھ سے بڑا لشکر لے کر ــــ مگر اب عالم اسلام کے تین بڑے مجاہد اسکا سامنا کرنے کیلئے تیار تھے۔ سلطان علاؤالدین، سلطان رکن الدین بار بر وسا جو عالم اسلام کا سب سے بڑا صلیبی جرنیل تھا اور ابن تیمیہ جو اپنے وقت کا سب سے بڑا مستند امام زمانہ تھا۔ تینوں اس کو Face کرنے کیلئے تیار تھے اور معرکہ عین جالوت شروع ہوا۔ عین اسی میدان میں حضرت داؤد کا جالوت سے مقابلہ ہوا تھا۔ پھر ایک دفعہ تاریخ دہرائی گئی اور ایک مکمل فتح مسلمانوں کے نصیب میں آئی، اتنی مکمل فتح کہ Which is recorded in the history as the most decisive event. کیونکہ اس کے بعد منگولوں کے تمام حملے عالم اسلام پر رک گئے اور بغداد کی تباہی سے شروع ہونے والا قافلہ دمشق سے ٹکرا کر پسپا ہو گیا پھر یہ منگول اور یہ ترکمان جو چڑھ کر آئے تھے، یہ عالم اسلام کے خدمت گزار بنے اور اسلام کی فوجوں کو نیا خون ملا، انہی کے لئے اقبال نے پھر وہ مشہور شعر لکھا کہ:

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

سوال: آج کل خواتین میں محرم کے بغیر عمرہ اور حج پر جانے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ میں بذاتِ خود ایک ایسی خاتون کو جانتی ہوں جن کے خاوند موجود ہیں مگر وہ اپنی دوست اور اس کے خاوند کے ساتھ عمرے پر گئیں۔ اس کی مذہبی حیثیت کیا ہے۔ کیا محرم کے بغیر حج، عمرہ ہو سکتا ہے؟ یا صرف سعودی حکومت کی جانب سے قانون بنایا گیا ہے؟

جواب: محرم کے قوانین تو ہمیشہ سے ہی تھے۔ یہ آج کا نیا قانون نہیں ہے مگر اگر کسی جانب سے ایسی Facility مل جاتی ہے حج کرنے والے کو اور اس کی استطاعت ہے تو یہ ایک فقہی گنجائش ہے جو بہت بڑا مسئلہ نہیں بن سکتی اور بہت ساری ایسی خواتین ہیں جن کے خاوند ویسے ہی ساتھ نہیں جا سکتے تو کوئی عذر شرعی اگر موجود ہو تو ہم اسکو Face saving element کہتے ہیں

لیکن خاوند یا محرم کی اجازت تو بہر حال ہونی چاہئے اور بسا اوقات عورتوں کا جذبہ، حج مردوں سے بہت زیادہ شدید ہوتا ہے اور کوئی بہانہ، اگر شرع اس کو Cover کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں البتہ جوان عورتوں پر یہ قانون لاگو نہ ہوگا کیونکہ وہ مردوں کی Necessity بھی ہوتی ہے اور اگر مرد انکو خوشی سے اجازت دیں تو ان کے ساتھ ہی جانا مناسب ہوگا۔

سوال: منت مانگنے اور اس کو پورا کرنے کی اسلامی حیثیت کیا ہے؟ ایک عورت نے منت مانی کہ اگر اس کے ہاں بچہ پیدا ہوگا تو تخی شہباز قلندر کے مزار پر چادر چڑھانے جائیں گی لیکن مصروفیت کی وجہ سے سندھ جانے میں انہیں دیر ہوگئی اور اب انکا بیٹا تین سال کا ہونے کے باوجود بولنے سے قاصر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ چادر چڑھانے میں دیر ہوگئی ہے اس لئے بیٹا بولنے سے قاصر ہے۔

جواب: اگر اس خاتون کی مثال میں آپ کو دوں تو ان کا پہلا طرز عمل درست تھا نہ دوسرا......اور یہ جو بچہ گونگا پیدا ہوا ہے، اس کی وجہ Obsessional thought ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں تھا تو ماں پر انتہائی دباؤ تھا خوف اور حسرت کا اور ایک Abnormal condition کی وجہ سے بچے نے وہ ساری Perception قبول کی ہے اور اس کے Brain neurons میں فرق ہوا ہے۔ اس لئے اس کا کوئی تعلق، یا واسطہ اس سوال سے نہیں ہے۔ بذاتہ چادر چڑھانا مجھے بڑا غیر معقول سا فعل لگتا ہے۔ ویسے تو اللہ کہتا ہے: اوفوا بالعقود" کہ جو تم عہد کرو ان کو نبھاؤ۔ مگر بہتر یہ تھا کہ اتنا مال وہ خدا کی راہ میں صدقہ کر دیتیں اور غرباء کو کھانا کھلا دیتیں تو اس بزرگ کو بھی ثواب چلا جاتا اور ان خاتون کو بھی......

مگر اسکا تعلق بچے سے اس لئے نہیں ہے کہ ایک معمولی سی حماقت کی سزا" تنی دور نہیں جا سکتی۔ اصل حماقت یہ ہے کہ شروع سے ہی اس خاتون کا ایمان متزلزل اور تعویذ و جادو پر اتنا مکمل تھا کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں تھا تو تب بھی وہ اسی Obsession سے گزر رہی تھیں اور اس کی Concentration نے بچے کے Brain کے Neurons کو Damage کیا۔

سوال: بعض لوگ تسبیح کے اثرات پر یقین نہیں رکھتے۔ براہ کرم اس کے Function کو تفصیل سے بتائیے؟

جواب: تسبیح کا Function تب طے ہوتا ہے جب آپ اس کے ساتھ کوئی مقاصد یا نیتیں

وابستہ کرلیں، حضور گرامی مرتبت کی حدیثِ مبارک ہے کہ جب تمہیں کسی چیز کے بارے میں کوئی شک یا شبہ ہو تو اسے اپنے دل پر رکھو اور اس سے یہ پوچھو کہ یہ میں کیوں کر رہا ہوں؟ اگر تو آپ تسبیح اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ اللہ کی یاد ہے اور آپ اس یاد کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو کسی قسم کا کوئی پرابلم نہیں ہوگا اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور مقصد ہے تو شاید کبھی آپ کو تسبیح وہ مقاصد پورے کرتی نظر نہ آئے، تو تسبیح کا مقصد وہی ہے جو اللہ نے قرآن میں لکھا ہے:

"فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا" (البقرہ 200:2)

(مجھے اس طرح یاد کرو جیسے اپنے آباؤ اجداد کو کرتے ہو مگر تھوڑا زیادہ)

ذکر بنیادی طور پر محبت اور بندگی کا ایک ایسا تسلسل ہے اور صاحبِ ذکر کی بندگی ایک ایسی بندگی ہے کہ:

متاعِ بے بہا ہے سوز و سازِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

صاحبِ ذکر کو جو لطف اپنے محبوب کو یاد کرنے میں آتا ہے وہ زندگی کی کسی اور Activity میں نہیں آتا اور ذکر، فراقِ یار کی Continuity ہے، آپ کو پتہ ہے کہ بندے اور اللہ کے نزدیک محبت کا صرف ایک امتحان ہے اور وہ امتحان یہ ہے کہ اگر آپ کو دیکھنا ہو کہ آپ کو کس سے زیادہ محبت اور کس سے کم ہے تو تنہائی میں جو زیادہ یاد آئے، اسی سے زیادہ محبت ہوگی اور اگر آپ کو خدا زیادہ یاد آتا ہے تو پھر آپ کی محبت اللہ سے Confirmed ہے اور ذکر کا اصل معنی آپ میں جاری و ساری ہے۔

سوال: اسلام میں غلام اور لونڈی کا کیا تصور ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! اس سوال کا جواب طویل ہے۔ یہ Academic سوال ہے۔ چونکہ یہ ایک پورے مقدمے کا ایک حصہ ہے جو اسلام کے حق میں ہے۔ اس کا بڑا معقول جواب ہمارے پاس موجود ہے اور اس کا بھی جواب، انسان کی عقل کے ساتھ وابستہ ہے۔ چونکہ انسان کے اعتراضات Local ہوتے ہیں، وقتی ہوتے ہیں اور محدود ہوتے ہیں اور زمانے کی Understanding پر مبنی ہوتے ہیں، میں مختصراً آپ کو بتاؤں کہ اللہ نے ایک صدی یا ایک سال کیلئے قانون نہیں بنائے بلکہ اللہ نے قوانین پوری انسانیت کیلئے، رہتی صدیوں کیلئے، قیامت تک کیلئے بنائے ہیں، اسلئے جو قانون بھی قرآن میں درج ہوگا وہ وقتی نہیں ہوگا یا Local نہیں ہو

گا۔اب سوال یہ ہے کہ اللہ نے غلامی منع کیوں نہیں کی؟ دووجہ ہے۔۔۔۔۔ایک تو اس علم کی وجہ سے جو اسکا مستقبل پر محیط ہے جس کا ہمیں کوئی پتہ نہیں ہے۔چونکہ پچھلی تمام صدیوں میں اور اگلی آنیوالی دس یا بیس صدیوں میں، جتنی صدیاں بھی ہیں، اللہ سارے زمانے کو ایک نظر سے دیکھ رہا ہے۔ اب اس میں ایک وقفہ آ گیا ہے۔Modern nations میں، ابراہم لنکن کے بعد جب غلامی کو ختم کیا گیا اور اسکو انسانیت کی فتح سمجھا گیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام نے اس کی کوئی Inherent مخالفت کی ہے؟ غور کیجیے! یہ بڑا علمی سوال ہے، اس کی بڑی لمبی Academic discussion ہوسکتی ہے۔جو میں کہہ رہا ہوں، اس پر تھوڑا غور کریں۔۔۔۔۔

سوال یہ ہے کہ کیا انسان کی کسی ایسی Effort کو جو غلامی ختم کرنے کیلئے تھی، اللہ نے سراہا یا ہے:

" لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۔۔۔۔۔ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ " (البقرہ177:2)

کہ مال کا بہترین استعمال یہ ہے کہ غرباء یتامیٰ اور مساکین کے علاوہ غلام کو آزاد کرنا، یہ بہترین استعمال ہے۔۔۔۔۔اللہ کے لئے اگر مال خرچ کرنا ہے تو اسمیں ایک استعمال یہ ہے کہ غلام کو آزاد کرو مگر اس کے باوجود غلامی ممنوع نہیں فرمائی۔مسئلہ صرف یہ رہتا ہے کہ اللہ کو ابراہم لنکن سے یا اس کے بعد کے متنذرین Humanists سے کوئی فرق نہیں ہے یا کوئی Difference نہیں ہے۔

پندرہ سو برس پہلے اگر کسی مذہب نے قانوناً غلام کو آزاد کرنا Virtue سمجھا ہے تو وہ اسلام ہے۔پندرہ سو برس کے بعد اگر لوگوں نے غلامی کو لعنت سمجھا ہے تو کارانسان بڑا Late ہے۔بہت دیر کے بعد انکو عقل آئی ہے اور غلامی کو بند کر دیا گیا، مگر اللہ نے غلامی کو منقطع نہیں کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیوں؟ میں جو آپ کو جواب دے رہا ہوں، ذرا غور سے سنیے گا! سوال یہ ہے کہ غلامی ممنوع کیوں نہ ہوئی؟ یہ اللہ کے عذاب وثواب کا حصہ ہے۔اللہ کی طرف سے جب کسی قوم کو سزا دی جاتی ہے تو اس کو غلام بنا دیا جاتا ہے۔یہ اللہ کے عذاب وثواب کا حصہ ہے۔خدا نے بنواسرائیل کو سزا دی تو قرآن نے کہا۔۔۔۔۔ یہ اللہ نے آج نہیں کہا، یہ پندرہ سو برس پہلے بلکہ 3000 سال پہلے کہا کہ تم اتنے گستاخ ہو گئے ہو۔۔۔۔۔اسنے ارمیاہ نبی کو کہا کہ چل میرے ساتھ، میں تجھے دکھاتا ہوں کہ انہوں نے میرے گھر کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے پھر وہ انہیں لے کر بیت المقدس میں آیا اور ارمیاہ نبی نے دیکھا کہ یہود کے بڑے بڑے دانش ور، امراء ہیکلِ سلیمانی

میں کھڑے ہوئے جگہوں کا تعین کر رہے تھے، جہاں انہوں نے بت رکھے تھے، تو خدا نے کہا: اسقائیل دیکھ! یہ میری طہارت کی جگہ کو، شہروں کی اس دلہن کو، بتوں کے استھان بنا رہے ہیں اور اسے پلیدی سے آشنا کر رہے ہیں۔ میں ان کو سزا دوں گا۔ زور آور لوگ ان پر چڑھا کر لاؤں گا جوان کو غلام بنائیں گے، ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے: "وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ" اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھیں گے اور ان کو ہر روز بے عزتی سے آشنا کریں گے تو غلامی خدا کے عذاب و ثواب کا حصہ ہے۔ اس طرح وہ قوموں کو ان کے جرائم کی سزا دیتا ہے۔ یہ اختیار کسی اور کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے اسنے غلامی ختم نہیں کی۔

دوسری بات، چونکہ اگلا وقت اللہ کے علم میں ہے اور یہ تمدن، یہ ترقی جو انسان کر رہا ہے، صرف اٹھارہ منٹ کی ایک ایٹمی جنگ سے ختم ہو جائے گی۔ اٹھارہ منٹ کی ایٹمی جنگ کے بعد اس دنیا پر نہ کوئی تمدن رہے گا، نہ کوئی تہذیب رہے گی۔ بڑا سائنسی جائزہ یہ ہے کہ کروڑوں کے حساب سے لوگ مرجائیں گے.....اور جو قتل ہونے سے بچ جائیں گے وہ اعصاب زدہ لوگ ہوں گے۔ Dead people, they will walk like dead people. ان کا شعور ختم ہو جائے گا، مختل الحواس لوگ ہوں گے کیونکہ جو ایٹمی برسات ہوگی، جسے Atomic shell shock کہتے ہیں، اسکا سب سے بڑا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمام اعصاب مفلوج ہو جائیں گے.....تمام ذہن سو جائیں گے.....اور لوگ ایسے چلیں گے جیسے قرآن کہتا ہے کہ یہ عالمِ سکرات میں چل رہے ہیں۔ اس "عالمِ نوم" میں کسی کسی انسان کا ذہن بچ جائے گا، وہ جو ذہین انسان ہے، جس کا ذہن سلامت ہے، وہ باقی تمام انسانوں کو غلاموں کی طرح Treat کرے گا۔ Because there will be no way out. وہ نہ اپنا کھا سکیں گے، نہ کما سکیں گے، وہی ایک ذہین آدمی ان کو کوڑے بھی مارے گا، ان کی روٹی کا بھی بندوبست کریگا اور غلامی کا دوبارہ اجراء کیا جائے گا اور چونکہ اللہ کے علم میں یہ تمام باتیں ہیں اس لئے اسنے غلامی کو منقطع نہیں کیا.....

اور پوری Western nations کے دل میں یہ بات ہے اور انہوں نے ایک اچھی فلم اس پر بنائی ہے، اگر آپ کو مل جائے تو ضرور دیکھئے۔ اس فلم کا نام ہے: ...Day after اسمیں ایٹمی جنگ کے اثرات Discuss ہوئے ہیں۔ صاف ستھری فلم ہے، ایسی کوئی فضول بات اس میں نہیں ہے۔ انہوں نے ایک Thesis discuss کیا ہے کہ ایٹمی جنگ کے بعد کیا ہو سکتا ہے اور کس قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، انکی عقلیں کیا ہوں گی اور ان کے نتائج کیا ہوں گے۔

سوال: پروفیسر صاحب! دعا کیا صرف الفاظ سے مانگی جا سکتی ہے یا اس کی کوئی اور صورت بھی ہو سکتی ہے؟

جواب: مانگنا تو زبان سے ہی ہوتا ہے لیکن اگر آپ اللہ کے بہت Favourite ہو تو دل سے بھی مانگ سکتے ہو مگر ایسا ہوتا نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ کی بہت خوبصورت دعائیں ہیں، ایک سے ایک دعا جامع کلمات ہیں اور اگر دل میں دعا مانگنا کافی ہوتا تو پھر حضور ﷺ سب کو دل میں دعا مانگنے کی تلقین کرتے مگر حسنِ الفاظ بڑا ضروری ہے۔ دعا کے لفظ مانگنے والے کے درجات میں بھی فرق ڈالتے ہیں۔ کوئی کس انداز سے مانگتا ہے، اسکا ثواب کہاں لکھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی آ گیا، حضور ﷺ کے اصحاب جمع تھے تو اس نے دور سے کلمہ تمجید پڑھا اور کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارِ کًا فِیْہِ ...... جب یہ کلمہ پڑھا تو حضور ﷺ نے تعجب سے دیکھا اور کہا کہ فرشتے ٹوٹے پڑ رہے ہیں اور حیران و سراسیمہ ہیں کہ اس خوبصورت کلمے کا ثواب کیا لکھیں...... تو لفظ تو لفظ ہے۔ اللہ کلام کو پسند کرنے والا ہے، خود بھی بڑی خوبصورت باتیں کرتا ہے، خوبصورت باتیں پسند بھی کرتا ہے، انداز بیان پر بھی مرتا ہے، ندرتِ خیال پر تو بہت ہی عاشق ہے اور اس کو بھی پسند ہے کہ اس کے بندے خوبصورت الفاظ میں دعا مانگیں اور رسول اللہ ﷺ کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ اتنے خوبصورت انداز میں دنیا میں کسی اور انسان نے اتنی اچھی دعائیں نہیں مانگیں۔ میں ان میں سے چند ایک دعائیں آپ کی نذر کروں گا:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا (حصن حصین)

(الٰہی! تو مجھے صبر کرنے والا بنا دے اور شکر کرنے والا بنا دے اور مجھے میری نظر میں چھوٹا کر دے۔ لیکن لوگوں کی نظر میں بڑا کر دے۔)

ایک دعا ایسی ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس دعا کے حسن کو ہم کہاں کہاں لے جائیں۔ کہنے کو تو یہ لفظ ہیں مگر ایسی دعا صرف وہ کر سکتا ہے جس کا Intellectual calibre کمال کا ہو۔ دیکھو! انسان کی گفتگو سے اس کے Intellectual calibre کا بھی تو پتہ چلتا ہے۔ ذرا اپنے رسول ﷺ کا Intellectual calibre تو دیکھو......!

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْ ذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ"

(اے اللہ میں اس علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع نہ دے۔)

وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ

(اور اس دل سے جس میں عجز وانکساری نہ ہو۔)

وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ

(اور اس نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو)

وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ (حصن حصین)

(اور اس دعا سے جو تیری بارگاہ میں سنی نہ جائے۔)

اس سے زیادہ آپ نے اور کیا چیز مانگی ہے اور اس سے زیادہ جامع دعا اور کیا ہو سکتی ہے کہ:

" اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ"

(حصن حصین)

(الٰہی! تو ہمارے ہر کام کا انجام ہمارے حق میں اچھا کر دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔)

یہ مکمل دعا ہے اور جیسے میں نے پہلے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا مانگ:

" اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ " (حصن حصین)

کہ زمین پر کسی انسان نے اللہ سے بخشش اور عافیت سے بہتر دعا نہیں مانگی، مگر یہی نہیں ......

دیکھئے! جنگِ خندق میں مسلمان سراسیمہ اور پریشان تھے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے خدا کے رسول ﷺ کے حضور آئے کہ یا رسول اللہ ﷺ اب تو کلیجے حلق کو آ گئے ہیں۔کہا: "اچھا اتنی گھبراہٹ بڑھ گئی ہے! لو یہ دعا مانگو!" چھوٹی سی دعا......

" اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا " (حصن حصین)

(اے اللہ تو ہماری کمزوریوں کو چھپالے اور ہمارے ڈر اور خوف کو امن وامان دیدے)

دعا کا تعلق نہ لڑائی سے ہے، نہ جنگ سے ہے، نہ بھوک سے ہے، نہ افلاس سے ہے، یہ عجیب وغریب ہے۔اسی رات سیلاب آیا، آندھیاں آئیں، اہلِ کفر کے خیمے لٹ گئے اور مسلمانوں کے سر سے آفت ٹل گئی۔

ایک سوال کسی نے پوچھا تھا کہ کس کی دعا بہت جلد اور سب سے بڑھ کر قبول ہوتی ہے؟ تو خواتین وحضرات! امت کیلئے اس کے پیغمبر کی دعا ہمیشہ، ہر چیز سے بڑھ کر اور پہلے قبول ہوتی ہے اور پیغمبر سے زیادہ کوئی شخص صاحبِ قبولیتِ دعا نہیں ہوتا اور اس قسم کے گمان بھی نہیں

رکھنے چاہئیں بلکہ حضور ﷺ کی بابت تو یہ ہے کہ جب سارے پیغمبروں کا سلسلہ دعا بھی منقطع ہو جائے گا، اس وقت بھی سرکار رسالت مآب ﷺ کو ایک خصوصی مقام بخشا گیا ہے، مقامِ اجابتِ دعا بخشا گیا ہے، مقامِ وسیلہ بخشا گیا ہے، مقامِ محمود بخشا گیا ہے اور خواتین و حضرات مقامِ محمود سے مراد یہ ہے کہ جب کسی کی دعا نہیں سنی جائے گی تو آپ کے رسول ﷺ کی ضرور سنی جائے گی......

سوال: پروفیسر صاحب! یہ سوال ہمیشہ سے ہی ہمارے ساتھ رہا ہے کہ داڑھی کے بارے میں قرآن و حدیث کے احکامات کیا ہیں؟

جواب: فقہ کے دو حصے ہیں۔ ایک فقہ Practical سائیڈ پر جاتا ہے اور ایک مناہی پر جاتا ہے یعنی ایک اوامر پر اور ایک مناہی پر......اوامر کے ثواب ہیں اور مناہی کے عذاب ہیں۔ میں ابھی تک سوچ رہا ہوں کہ داڑھی نہ رکھنے کا عذاب کیا ہے؟ آپ بھی ڈھونڈیئے، میں بھی ڈھونڈتا ہوں۔

سوال: آپ نے جہلم کے ایک لیکچر کے دوران مغرب کی اذان کے وقت یہ الفاظ کہے تھے کہ اس اذانِ مقدس کی قسم ہے کہ یہ قوم ایک بار پھر اٹھے گی...... How much time will it take.

جواب: مجھے تو اپنی کسی بات پر اعتبار نہیں ہے نہ میں یہ کہتا ہوں۔ مجھے تو اللہ کی بات پر اعتبار ہے کہ اللہ نے کہا کہ میں اپنے دین کو ہر حال میں غالب کروں گا۔ مجھے تو میرے رسول کی بات پر اعتبار ہے کہ ہر حال میں مسلمان دجال پر غالب آئیں گے اور امریکہ سے زیادہ خوبصورت دجال تو کوئی نظر ہی نہیں آ رہا ہے۔ یہ کانا بھی ہے......طاقتور بھی ہے......دعویٰ خدائی بھی رکھتا ہے...... اب کانے کی مثال آپ پوچھیں گے......تو خواتین و حضرات! دو آنکھوں کی مثال دین و دنیا ہوتے ہیں۔ دو آنکھوں سے مراد Spiritual, psyche اور Physical بہت Progressive ہوتے ہیں۔ اس کی مثال تھوڑی سی آپ کو دوں کہ حضور ﷺ نے امہات المومنین سے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلے میرے پاس وہ پہنچے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ اب اگلے دن خواتین نے "فیتے" سنبھال لئے......ہر کوئی ہاتھوں کی لمبائی ماپ رہا ہے......سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں اور کس کے چھوٹے ہیں......پھر سیدہ زینب فوت ہو گئیں تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: اب ہمیں پتہ لگا کہ حضور ﷺ کی مراد کیا تھی کہ لمبے

ہاتھوں سے مراد سب سے زیادہ صدقات دینے والی اور خیرات دینے والی عورت ہے اور ہم میں زینب ہی ایسی تھیں اور پھر وہ سب سے پہلے رخصت ہوئیں۔

تو جو حدیث کی تلمیح ہے، اس پر غور کرنا بڑا لازم ہے۔ پڑھنا اور چیز ہے، ترجمے کے ساتھ پڑھنا اور چیز ہے اور فہم بڑی مختلف چیز ہے۔ فہم کا تو اللہ نے پیغمبروں میں مقابلہ کر دیا۔ حضرت داؤدؑ نے جب ایک Case میں سزا سنائی اور غیر مطمئن ہو گئے، اوپر سے اللہ میاں کی سرزنش آ گئی اور لوگ سلیمانؑ کے پاس گئے، پھر حضرت سلیمانؑ نے مناسب فیصلہ سنایا۔ پھر کسی نشست میں آپ کو پورا واقعہ سناؤں گا ...... وہاں قرآن نے ایک لفظ Add کیا ہے۔

" فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ " (انبیاء 79:21)

(ہم نے سلیمان کو فہم دیا تھا۔)

دیکھئے! حضرت داؤدؑ باپ ہیں پیغمبر ہیں اور حضرت سلیمانؑ بیٹے ہیں مگر اللہ نے جو فرق فرمایا کہ داؤدؑ نے غلط فیصلہ دیا تھا اور سلیمانؑ نے صحیح فیصلہ دیا۔ وجہ؟ "فَفَهَّمْنٰهَا " کہ ہم نے سلیمان کو فہم خصوصی دیا تھا۔

کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ سنا ہے، کچھ قرآن تم لوگوں کے پاس زائد ہے، یعنی اہلِ بیت کے پاس کچھ قرآن زائد ہے، فرمایا: " ربِّ کعبہ کی قسم ہے، زیر، زبر وہی ہے جو تم پڑھتے ہو۔ ایک ایک آیت وہی ہے جو تم پڑھتے ہو۔ ہمارے پاس کوئی زائد نہیں ہے، نہ کوئی کم ہے ...... مگر یہ کہ اللہ نے ہمیں فہم بہتر بخشا ہے اور یہی بات صحیح ہے کہ چونکہ وہ اللہ کے رسول کے گھر کے لوگ تھے اور قریبی لوگ تھے اور بڑی پتے کی بات ہے کہ اللہ نے ان پر جزا و سزا زیادہ رکھی۔

اہلِ بریلی تو کہتے ہیں کہ سید بخشے جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن کچھ مختلف ہی کہتا ہے ...... اور تمام سادات بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ بخشے جائیں گے اور اسی نشے میں ساری غلطیاں ہو رہی ہیں کہ ہمیں تو کسی نے کچھ کہنا ہی نہیں ہے مگر قرآن کچھ اور کہہ رہا ہے کہ اے اہلِ بیت تمہارے گھروں میں آیات اتری ہیں، تم سے بہتر کس کو تصدیق ہے کہ اللہ کیا ہے ......؟ قرآن کیا ہے ......؟ رسول کیا ہیں ......؟ تم پر قبولیت کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، تم غلطی کرو گے تو عذاب دگنا ہو گا، سادات کو کسی خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہئے۔ ہم تو گئے گزرے لوگ ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم تو سادات کی باتوں پر اعتبار کر کے مسلمان ہوئے ہیں ...... تو خدا کہتا ہے کہ اے اہلِ

بیت! خبردار رہنا، اگر تم نے کوئی بے اعتباری اور خطا کی تو عذاب ہم دگنا دیں گے۔ آج کل سادات کا بڑا برا حال دیکھتا ہوں میں ..... کچھ دعوے دار تو بالکل ہی اسلام سے گئے گزرے گئے ہیں۔

خواتین وحضرات! بہر حال مجھے پورا یقین ہے کہ It is not for off. Historians پر یا Social philosophies پر یقین رکھتے ہوں تو They had all prophecies with one voice کہ امریکن اور Western civilizations زوال پذیر ہیں اور بہت جلد اپنے انجام پر پہنچ جائیں گی اور Western socities کا یہ حال ہے کہ جیسے وہ پرانی مثال طاقت ور اور کمزور کی دیتے تھے کہ اوپر چڑھا ہوا اور کمزور کو مارتے ہوئے بھی خوف سے چلا رہا ہے کہ یا مٹے گا تو مجھے مارے گا.....

بات یہ ہے کہ یورپ کا سب سے بڑا Psychological اور Historical خوف East ہے۔ آپ کو یاد نہیں! کہ دو مرتبہ یورپ مکمل طور پر اجڑ گیا تھا Eastern لوگوں کے ہاتھوں سے ..... جب Attilla the Hund چڑھا اور اس نے مکمل یورپ کو برباد کر دیا۔ پھر Attamens, Turks گئے اور وہ ہنگری اور Budapist اور یوگوسلاویہ تک چلے گئے۔ پھر امیر تیمور لنگ چڑھا اور جب اس کی دھمک یورپ میں سنائی دی تو چھوٹے چھوٹے شہزادگان جیسے انگلینڈ ز ولیم نے اپنی بیٹی دے کر اس سے جان چھڑائی اور اسے خراج دینا منظور کیا۔ بلکہ آپ کے علم میں نہیں ہوگا کہ Middle ages میں مائیں اپنے بچوں کو بھیڑیوں اور کتوں اور بلیوں سے نہیں ڈراتی تھیں بلکہ کہتی تھیں: Hush! the Turks are coming.... خبردار! چپ کر جاؤ! ورنہ ترک آ رہے ہیں۔ اتنا بڑا خوف.....! This is the collective fear in the psyche of west that again some day the east is going to demolish. اور ایک اور مصیبت سنو: Historically west کی مملکت کی تاریخیں محدود ہوتی ہیں، ان کے اقتدار کے عرصے محدود ہوتے ہیں۔ East رول کرنے پر آتا ہے تو ایک ایک ہزار سال تک Rule کرتا ہے اور ان کی بادشاہت بڑی دور تک جاتی ہے۔ اس بات سے بھی مغرب بہت خوف زدہ ہے۔

اس سے آپ انگلینڈ کی مثال نہ لیجئے گا۔ انگلینڈ ملک ہی نہیں تھا۔ بے نام و نشان ..... مادر پدر، آزاد ..... چھوٹا سا قصبہ ..... جس کی طرف فاتحین کی کبھی نظر ہی نہ گئی تھی، فاتحین اسلام

کہ ان کی طرف بالکل بھی نظر نہ گئی تھی بلکہ انگلینڈ کی سفارت جب جلال الدین محمد اکبر کے سامنے آئی تو اس نے بڑی بڑی تعریفیں کیں ۔۔۔۔ ملکہ، بحر و بر ۔۔۔۔ شہنشاہ فلاں، فلاں ۔۔۔۔ تو جلال الدین اکبر نے ابوالفضل فیضی سے پوچھا: "ایں جزیرہ نما چراست" اوہ! یہ ہے کہاں؟ یہ جس کی اتنی بڑی تعریف ہو رہی ہے یہ ملکہ، بحر و بر ہے کون؟ جگہ کون سی ہے؟ یعنی آپ اندازہ کریں کہ پندرھویں اور سولھویں صدی کے آغاز میں انگلینڈ بے نام و نشان ملک تھا۔ It only found its recognition in the 15th century, because of the single character, جسے آپ رچرڈ شیر دل Richard of the lion hearted کہتے ہیں، وہ بھی مسلمانوں کی وجہ سے کیونکہ وہ Middle east میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں Kinghts of hospitalars کی فوجوں کی قیادت کر رہا تھا۔ اس فوج میں Templars کے دوسرے کئی Knights بھی شامل تھے اس لئے Somehow England come to be known as a country in the east. ویسے بھی شاہ نعمت اللہ ولی نے اپنی کتاب میں ایک خوبصورت Comment دیا ہے کہ "ام الخبائث" انگلینڈ ہے۔ دنیا کے تمام جاہلیت کے فلسفے اسی ملک سے نکلے ہیں، تمام بے سروپا آزادیاں اسی ملک سے نکلی ہیں، تو کہا جاتا ہے کہ خدا نے اس کی سزا یہ رکھی ہے کہ یہ سرے سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ بہت سارے لوگ انگلینڈ میں رہتے ہیں۔ میں سنانا نہیں چاہتا تھا ۔۔۔۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز بذات خود ایک دعا ہے اور اس کے بعد دعا نہیں مانگنی چاہیئے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: نماز دعا تو ہے مگر انداز دعا ہے نماز دعا تو ضرور ہے مگر یہ ایک مخصوص انداز دعا ہے۔ نماز بحیثیت خود ایک خاص مقصد رکھتی ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ:

"وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (طٰہٰ 14:20)

(اور نماز میری یاد کیلئے قائم کر۔)

تو یاد مقصد ہوا اور نماز ذریعہ ہوا ۔۔۔۔ چونکہ یاد مقصد ہے تو یاد کے دو اور طریقے ہیں: قرآن پڑھنا، نماز پڑھنا، اور عمومی ذکر کرنا ۔۔۔۔ تو اللہ نے سب کو ایک جگہ Mention کیا ہے کہ:

"اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط (العنکبوت 45:29)

اور صبح تو بہت قرآن پڑھ:

"اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا" (بنی اسرائیل 78:17)

(بے شک صبح کا قرآن حاضر کیا جاتا ہے۔)

فرشتے جب ڈیوٹی چھوڑ کر جانے لگتے ہیں، رات کی اور صبح کے اتر رہے ہوتے ہیں تو آپکا آخری کام جو ریکارڈ کیا جاتا ہے، وہ قرآن پڑھنا ہے۔ اترنے والے بھی جو پہلا کام ریکارڈ کرتے ہیں وہ قرآن پڑھنا ہے۔ دونوں رستے ہی بند کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہا گیا:

"اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا"

خواتین و حضرات! ساڑھے دس بجے صبح نہیں ہوتی، ذرا پہلے ہوتی ہے......اور قرآن کا مقصد کیا ہوا؟ قرآن کس لئے پڑھا جائے گا:

"نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" (الحجر 9:15)

ہم نے اس کو یاد کے طور پر نازل کیا تاکہ لوگ ہمیں یاد رکھیں۔ یہ ذکر ہے اور اس کی حفاظت ہمارے ذمے ہے، تمہارے ذمے تو اس کو پڑھنا ہے، سوچنا اور سمجھنا ہے۔ یہ بھی ذکر ہوا۔ پھر نماز کا کہا:

"وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ" (طٰہٰ 14:20)

(نماز بھی ہماری یاد کیلئے قائم کرو۔)

تو خواتین و حضرات! قرآن بھی یاد ہوا، نماز بھی یاد ہوئی، یاد ش بخیر......آپ ہمیں یاد آ گئے۔ پانچ وقت اللہ میاں کو یاد کرو، پھر بھی راضی نہیں ہوتا......پھر ایک آیت میں تینوں کو اکٹھا کر دیا: "اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ" جو قرآن میں ہم نے تمہیں وحی کیا ہے، قرآن دیا ہے، ذکر دیا ہے، اس کو پڑھو اور جو دوسرا ذکر دیا ہے: "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ" کہ نماز قائم کرو:

"اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ" (العنکبوت 45:29)

پانچ وقت یاد کرو گے، ہماری طرف پلٹو گے تو امید ہے کہ بیچ کے اوقات میں فحش و منکر سے بچ جاؤ گے:

"وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ" (العنکبوت 45:29)

مگر تیری یاد......بہت بڑی ہے......

کیونکہ قرآن Manners سے پڑھا جاتا ہے، وضو سے پڑھا جاتا ہے، بیٹھ کر پڑھا

جاتا ہے طریقے سے پڑھا جاتا ہے Holding process ہے۔اس سارے کام میں آپ فری نہیں ہوتے۔نماز Procedure ہے۔اندازِیاد ہے۔۔۔۔۔کھڑے ہوکر پڑھو۔۔۔۔۔غلاموں کی طرح پڑھو۔۔۔۔۔! دست بستہ پڑھو۔۔۔۔۔! گھٹنوں کے بل جھک کر پڑھو۔۔۔۔۔ایک طریقہ ہے۔ مگر یہ جو آخری طریقہ ہے ذِکر کا۔۔۔۔۔یہ تو بالکل بے طریقہ ہے:

" فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ " (النساء4:103)

کھڑے ہوئے پڑھو۔۔۔۔۔ لیٹے ہوئے پڑھو۔۔۔۔۔ کروٹوں کے بل پڑھو۔۔۔۔۔ مچھلی کے پیٹ کی غلاظت میں پڑھو۔۔۔۔۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر داؤد کی طرح پڑھو۔۔۔۔۔صحراؤں کی تنہائیوں میں پڑھو۔۔۔۔۔گل و لالہ و شبنم کی صحبتوں میں پڑھو۔۔۔۔۔ جہاں چاہو پڑھو۔ خدا کی یاد کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔ زمین و آسمان میں کوئی جگہ نہیں، جہاں اللہ کی تسبیح آپ نہ سن سکتے ہوں، نہ کر سکتے ہوں۔ ہر آدمی، ہر جگہ، جس وقت چاہے، جس انداز سے چاہے تسبیح کر سکتا ہے۔اس لئے اگرچہ قرآن ذکر ہے،نماز اندازِیاد ہے مگر تسبیح تو بہرحال افضل الذکر ہے۔اللہ کی یاد مقصودِ زندگی ہے مقصودِ خیال ہے۔۔۔۔۔انتہائے جذبہ، وصال ہے۔۔۔۔۔فراقِ یار کی تمہید ہے۔۔۔۔۔محبت ہے۔۔۔۔۔ اخوت ہے۔۔۔۔۔اُنس ہے۔۔۔۔۔اللہ کا انسان سے انسیت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔تسبیح وہ ہے کہ جو اس کے کرنے والے ہیں، آپس میں بھی خصوصی محبت ومودت اور انسیت Develop کرتے ہیں:

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ "(البقرہ2:165)

اہلِ ایمان آپس میں خصوصی محبت Develop کرتے ہیں۔تسبیح ظاہر و باطن کا امتزاج ہے،نماز صرف ظاہر پر ہے،اعمال ظاہرہ باطن کی سوچ کی مدد نہیں لیتے،آپ کو ترتیب دے دیتے ہیں مگر ذکرِ الٰہیہ باطنی فکریں مہیا کرتا ہے۔اس میں بھی کئی فریب ہیں۔اسمیں بھی کئی اشکال ہیں۔اس پر پھر کبھی بحث کروں گا۔

سوال: آج پاکستان کے جو حالات ہو چکے ہیں،ان میں تقریباً زندگی کا ہر شعبہ مسخ ہو چکا ہے تو کیا صرف دعائیں مانگنے سے پاکستان کے حالات بہتر ہو جائیں گے؟

جواب: صرف دعاؤں سے نہیں بلکہ دعاؤں کے نتیجے میں جو آپ کے حالات میں تغیر ہوگا،اس سے حالات بہتر ہو جائیں گے۔دعائیں تو یارا کبھی بے نتیجہ نہیں ہوتیں نا۔۔۔۔۔اگر میں کہتا ہوں کہ اے میرے مالک عالمِ اسلام کو اس زبوں حالی سے اٹھا،معزز کر،محترم کر،دنیا کی مقتدر قوموں کی صفوں میں داخل کر،اپنی بہتر عبادت کے اوصاف عطا فرما،مقابلہ دے،

"اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ"

(اے کتاب کے نازل کرنے والے، اے قرآن کے نازل کرنیوالے)

"وَ مُجْرِیَ السَّحَابِ"

(اے اللہ بادلوں کو چلانے والے)

"وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ"

(اے اللہ فوجوں کو ہزیمت دینے والے تو ہماری طرف سے فوجوں کو شکست دے دے اور دشمن کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔)

تو کیا ہوتا ہے کہ کچھ آپ کھڑے ہوتے ہو اور کچھ دعا کام کرتی ہے۔ میں نے زندگی میں اتنی خوبصورت حدیث نہیں پڑھی، کہ "جب لوگ اللہ کے رستے میں لڑنے کیلئے نکلتے ہیں تو اللہ انکی جنگ اٹھا لیتا ہے"۔ جب واقعی آپ خدا کیلئے لڑنے کو نکلو گے، بے دست وپا...... Old models بندوقوں کے ساتھ...... آپکے میزائیلوں کی سند کمزور...... آپکے ایٹم بم کمزور...... بہت کمزور، جیسے پہلے لوگوں کے تھے، جیسے ابو موسیٰ ......اشعری جہاد کیلئے نکل رہے تھے تو فرماتے ہیں کہ ایک اونٹ تھا، سات آدمی تھے۔ باری باری سواری کرتے تھے۔ میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور خون آلود ہو گئے۔ ہم اپنے گریبان پھاڑ کر ان پر لپیٹتے۔ زمینی حقائق کا تو یہ عالم تھا۔ دو نیزے...... بانسوں پر چڑھی ہوئی چھریاں ...... یہ تو حال تھا، مگر اللہ نے ان کی جنگ اٹھائی، منظور فرمایا کہ ان کمزوروں کے پس پردہ ہم لڑیں گے، خدا نے قرآن میں کہا کہ ہم نے بدر میں تمہیں پانچ ہزار ملائکہ سے مدد دی، ہم چاہتے تو اشارہ ابرو سے بھی میدان جنگ کو پلٹ سکتے تھے، بادشاہِ عالم تھے، میدان جنگ کو منجمد کر دیتے، ہم ہزار کفار پر Heart attack ڈال دیتے، زمین میں دھنسا دیتے جیسے قارون کو کیا تھا مگر ہم نے تمہیں واضح، Physical نفسیاتی اور آنکھوں سے دیکھی ہوئی فتح دینی چاہی تو ہم نے تمہیں پانچ ہزار ملائکہ سے مدد دی اور پھر ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے تلوار کھینچی اور میں نے چاہا کہ اپنے سے آگے جاتے ہوئے ایک کافر کو قتل کر دوں، میں نے تلوار اٹھائی نہ تھی کہ اس کا سر قلم دیکھا۔ پھر ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں دشمن کے نرغے میں آیا، میں نے تلوار کھینچی کہ مجھے آواز آئی: حیزوم آگے بڑھ اور انکا دفاع توڑ دے! رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ حیزوم جبرائیلؑ کے گھوڑے کا نام ہے۔

خواتین وحضرات! اختیار کی بات ہے...... نہ مانو، مگر اگر نہیں ماننا تو مسلمان نہ ہو۔ کم ازکم اس منافقت سے جان چھڑاؤ۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ کو ماننا بھی...... رسول کو ماننا بھی...... اور یہ فضولیات کا تصرف بھی...... نہ مانو...... مجھے یقین ہے اللہ آپ کو آسانی دے گا۔ مجھے لندن سے ایک لڑکے نے کہا کہ سور کھانا کیسا ہے؟ میں نے کہا: " کھاؤ عیش کرو۔" کہنے لگا: "سر! میں نے آپ سے مسئلہ پوچھا ہے۔" میں نے کہا: "میاں کھاؤ! اس میں کیا ہرج ہے۔" کہنے لگا: "اللہ نے حرام نہیں قرار دیا ہوا"۔ میں نے کہا: "یار! اگر اللہ سے محبت ہے تو نہ کھاؤ"...... مسئلہ تو خدا کا ہے۔ Priority کا ہے۔ اللہ کا ہے۔ اگر آپ اس سے محبت نہیں رکھتے، شعورِ ذاتِ پروردگار نہیں ہے، اگر آپکی فطرت میں اس کیلئے انس نہیں ہے تو اس کے احکامات کیسے مانیں گے؟

لوگ مذہب تلاش کرتے ہیں۔ اللہ نہیں تلاش کرتے۔ یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے
ہر آدمی مذہب تلاش کر رہا ہے۔ دیوبند، بریلی، اہلِ حدیث، سب، آپ بھی نہیں...... ساری دنیا مذہب تلاش کر رہی ہے۔ بدھسٹ وارا تلاش کر رہی ہے، جینا وارا تلاش کر رہی ہے، کالی وارا تلاش کر رہی ہے، یوگا تلاش کر رہی ہے۔ تبت کے لاما، افریقہ کے شامان، سب مذہب تلاش کر رہے ہیں۔ اللہ کوئی نہیں تلاش کر رہا ہے۔ منزل اللہ ہے۔ جس نے خدا کی آرزو کی، قدم بڑھایا...... اللہ نے اس کو راہِ راست عطا فرمائی یعنی اسلام عطا فرمایا اور وہ اللہ تک ضرور پہنچا۔ مگر یہ مجبوری ہے، مذہب مجبوری ہے، اگر اللہ نے تمام اقوام سے اپنی قبولیت رکھی ہوتی، تمام مذاہب میں اپنا رسوخ رکھا ہوتا، تو ربِ کعبہ کی قسم ہے! مجھے کیا پڑی تھی کہ مسلمان ہوتا...... ایک مجبوری ہے اسلام......

" اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام"

کہ اُس محبوبِ کائنات نے، اُس مولائے قدرت نے، اس پروردگارِ عالم نے Ban لگا دیا کہ پروفیسر صاحب......! توفیق صاحب......! خاتونِ محترم......! اگر اللہ کو پانا ہے، تو کسی اور مذہب سے نہیں پاؤ گے:

" اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام"

اب اللہ کے نزدیک دین چلنے کا رستہ ہے، مذہب رسائی کا طریقہ کار ہے، جو صرف اسلام ہے۔ اگر عیسائیت سے خدا ملتا تو پھر مسلمان ہونے کی کیا خاصیت تھی۔ اور اللہ نے تخصیص فرمائی اور تنگی پیدا کر دی، جانے کا رستہ نہیں رہا۔

" وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ" (آل عمران 85:3)

خالی یہ نہیں کہا کہ میرا دین صرف اسلام ہے بلکہ فرمایا کہ اگر کسی بھی اور رستے پر چل کر آئے تو میں قبول نہیں کروں گا۔ اسلام مجبوری ہے۔ جس نے اللہ کو حاصل کرنا ہے، اُسے مسلمان ہونا ہے، اگر کوئی خدا شناس نہیں ہے ایک ارب مسلمانوں میں تو ٹھیک ...... مگر ایک بھی ہوگا، تو وہ صرف مسلمان ہوگا ......

سوال: حضور اکرم ﷺ کی سب سے پسندیدہ دعا کیا ہے؟

جواب: اللہ کے رسول ﷺ کی تین پسندیدہ دعائیں جو انہوں نے مختلف مواقع پر عطا فرمائیں، وہ تینوں دعائیں اکٹھا کر میں نے پیڈ پر رکھ دی ہیں ......

حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ تمہیں میں ایک بہت اچھی دعا نہ دوں۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ عطا فرمایئے، فرمایا:

" اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" (حصن حصین)

(اے اللہ! اعانت فرما اپنے ذکر پر، شکر پر اور حسنِ عبادت پر)

یہ خوبصورت ترین دعا ہے، قلبی توجہات کیلئے اور تمام معاملات زندگی کے فوائد کیلئے:

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ "

(حصن حصین)

(اے اللہ ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا)

اگر دیکھا جائے تو تمام معاملات دین و دنیا پر محیط یہ دعا مکمل اور جامع ہے۔

اور تیسری دعا حضرت عباسؓ کو عطا فرمائی اور کہا کہ اے میرے چچا! انسان نے اپنے اللہ سے عافیت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں مانگی۔

" اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ" (حصن حصین)

(اے اللہ میں تجھ سے معافی اور صحت و عافیت طلب کرتا ہوں)

اے پروردگارِ عالم! اس تمام ساعت میں جس کا شرف آپ نے مجھے عطا فرمایا اور اس تمام کلام کا جو آپ کا اور آپ کے رسول ﷺ کے توسط سے میں نے لوگوں تک پہنچایا، قبولیت عطا فرما، بخشش و عافیت عطا فرما! صبر و استقامت عطا فرما! ہماری طلب کو زیادہ کر! ہماری استقامت کو وسعت بخش! ہمارے نفس میں کشادگی دے اور ہمارے انجام کو بہتر فرما! اور ہمارے

حکمرانوں سے نجات دے جیسے تو برے ہمسائیوں سے نجات دیتا ہے۔

" اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ " (حصن حصین)

برے ہمسائے سے نجات لازم ہے، برے حکمران سے اس سے بھی زیادہ نجات لازم ہے۔
اور اس علم کیلئے ہمیں معاف فرما جو ہم نہ رکھتے ہوں، اور اس دانش کیلئے جو ہمارے علم میں ہے ہماری بخشش فرما۔ اور اے مالک و کریم! ہمیں تحفظات عطا فرما! ہمارے مستقبل کو محفوظ فرما! اور ہمیں ملتِ مسلمہ کے اس حصے سے فرما جو دجال پر غالب آئے، جو عجز اور بخل اور کسل پر غالب آئے اور ہماری آخری دعا ہے:

" اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ " (حصن حصین)

(اے پروردگار! جب مرنے کا وقت آئے:

" اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ" (حصن حصین)

تو سکراتِ موت اور غمراتِ موت پر ہماری مدد فرما! ہمیں دین پر عزت عطا فرما! قبر تک مستقل مزاج بنا!

" رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ " (الفرقان 74:25)

اے اللہ ہمارے بیوی بچوں میں ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک رکھ!

" رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ " (المومنون 29:23)

اے اللہ ہمیں جہاں، جس شہر، جس جگہ اور جس مقام پر پہنچا، اس کی برکات عطا فرما! اور اے میرے پروردگار! حضرت موسیٰؑ کی دعا کی طرح ہماری دعا کو بھی قبولیت بخش:

" رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ " (القصص 24:28)

کہ ہم غریب اور نادار لوگ ہیں۔ ہمیں جو بھی اپنے حضور سے عطا فرما، ہمیں اسمیں خوشی ہے اور یا کریم و یا رحیم! ہمیں حضرت ایوبؑ کی اس دعا سے فوائد بخش کہ:

" اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ " (الانبیاء 83:21)

کہ اس قوم کو مختلف بیماریوں کے عذاب نے چھو لیا ہے، ہمیں اس سے نجات بخش! اور اے مولائے کائنات! حضرت نوحؑ (سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ) کی اس دعا کا ثواب بخش کہ " اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ " میں مغلوب ہوں...... ہم مغلوب ہیں اور ہمیں فتح عطا فرما اور سب سے بڑھ کر ہمیں رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اتنا فخر اور اتنی نظر بخش دے کہ قیامت کے روز ان

سے شرمندہ اور رسوا نہ ہوں:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفٰےؐ پنہاں بگیر

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذّٰکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہٖ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْماً کَثِیْراً (اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن)

10 اپریل 2005ء
فرسٹ مون میرج ہال۔ جہلم